Scanned by CamScanner

رباعیات و ماہیے

اور ماہیے کی ہیئت

کندن لال کندنؔ

ایم اے، ایم فل

تاریخ تصنیف

تاریخ کی فکر میں کی کندنؔ جو نظر
اعداد کیے شمار پھر حرف ''جگر''
اعدادِ ''جگر'' کو اب ضَرَب نو جو کیا
تصنیف کی آئی اس میں تاریخ نظر

۲۰۰۷ء

اِنتساب

سراپا محبت، سیّد القلم، اولنائے علاّم، خاتم العروض

شری بھگوان چندر بھٹناگر

(حضرت سحر عشق آبادی) آنجہانی

اور

شری اوم پرکاش اگروال زاؔر علاّمی

مرحوم کے نام

——— کندن لال کندؔن

یہ کتاب اردو اکادمی، دہلی کے مالی اشتراک سے شائع کی گئی ہے

ISBN 81-901709-6-1

کتاب : رباعیات وماہیے اور ماہیے کی ہیئت
مصنف : کندن لال کندن
تخلص : کندن
وطن : قصبہ کوٹ قیصرانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں، پنجاب (پاکستان)
سنہ ولادت : یکم اپریل 1936ء
اشاعت اول : 10/جنوری 2008ء
تعداد اشاعت : 400 (چار سو)
ناشر : کاک آفسیٹ پرنٹرس، دہلی
کمپیوٹر کمپوزنگ : لمرا گرافکس، جامعہ مسجد اوکھلا، مین مارکیٹ، جامعہ نگر، نئی دہلی-25
(فون: 9910100445, 69919742)
قیمت : ایک سو پچاس روپے (Rs. 150/-)
مصنف کا پتہ : 49، ونوبا پوری، لاجپت نگر، نئی دہلی-24

تقسیم کار

- ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 3108، گلی عزیز الدین وکیل، کوچہ پنڈت، لال کنواں، دہلی-6
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-6
- کتب خانہ انجمن ترقی اردو، 4181، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-6
- ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، گولا مارکیٹ، دریا گنج، نئی دہلی-2
- سیمانت پرکاشن، ترابا بہرام خاں، دریا گنج، نئی دہلی-2
- نغمہ بک سپلائی کمپنی، 423، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-6
- مصنف کندن لال کندن، 49، ونوبا پوری، لاجپت نگر، نئی دہلی-24
فون نمبر: 9211000140, 9990779104

فہرست

رباعیات: 26

پیش گفتار

کندن لال کندن نام ہی کے کندن نہیں وہ اصل کے کندن بھی ہیں بلکہ ہیرا۔ خاموش طبع، انتہائی منکسر المزاج اور بے حد کم گو، ایک گمنام سا دبلا پتلا نوجوان لگ بھگ چالیس برس پہلے دہلی یونیورسٹی میں اردو کی کلاسیز میں آتا جاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مجھ ادنیٰ خدمت گزار کا نام سن کر پوسٹ آفس کے ملازمت پیشہ نوجوان بھی اردو پڑھنے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے۔ غالباً کندن لال کندن کا تعلق آخری کھیپ سے تھا۔

جیسے جیسے اُن کی علمی اور تحقیقی لگن کا اندازہ ہوا، یہ میرے اور شریف احمد صاحب کے چہیتے شاگرد بن گئے۔ اُس زمانے میں میری اوّلین تحقیقی کتاب 'ہندستانی قصوں سے ماخوذ اردو مثنویاں' آئی تھی جس پر مجھے اتر پردیش کا اعلیٰ ترین ایوارڈ 'غالب پرائز' ملا تھا۔ کندن لال کندن نے بھی ایم فل کے لیے تاریخی مثنویوں پر کام کرنے کا منصوبہ بناڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے نہایت عمدہ Dessertation تیار کر کے سامنے رکھ دیا۔

عروض کے میدان میں انھوں نے بخشی اختر امرتسری سے یا پھر اُن کے حوالے سے بھگوان چندر بھٹنا گر سحر عشق آبادی اور اوم پرکاش اگروال زار علامی سے استفادہ کیا۔ یہ دونوں حضرات علمِ عروض میں یکتائے روزگار اور اپنی مثال آپ تھے۔ بعد کے زمانے میں ہمت، لگن اور صلہ مند یہ خاموش طبع شخص کندن لال سے سچ مچ لعل بنتا چلا گیا اور انھوں نے عروض پر ایک سے ایک بہترین کتاب تحریر کی۔ فنِ شاعری کے لوازمات، اوزان و بحور اور صنائع لفظی و معنوی پر اُن کی نظر گہری ہے۔ رباعی اور اس کے نظامِ عروض پر بھی جو دسترس ہے اُس کا کچھ اندازہ زیرِ نظر کتاب سے بھی ہوگا۔

کم و بیش نصف صدی سے وہ شعر کہہ رہے ہیں اور نہایت خاموشی اور بے لوثی سے اردو کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اُن کی کتابوں میں 'ارمغانِ کندن'، 'مثنوی لذتِ عشق'،

'رباعیاتِ اختر'، 'تاریخی مثنویاں'، 'ارمغانِ عروض' اور 'ارمغانِ رباعیات کندن و ماہیے اور ماہیے کی ہیئت' بھی اپنے انداز کی منفرد کتاب ہے، جس میں رودکی سے لے کر سحر عشق آبادی اور زار علامی کے ایجاد کردہ اوزان میں یعنی ۵۴ آہنگوں میں رباعیاں کہی گئی ہیں اور ۱۶ آہنگوں میں عمدہ سے عمدہ ماہیے لکھے ہیں۔ ہر رباعی کے ساتھ اس کی بحر بھی موجود ہے اور جو رباعیاں مختلف آہنگوں میں ہیں اُن کے آگے اوزان کے نمبر بھی درج ہیں۔ یہ وہ ہنر یا ہے جس میں کندن لال کندن ہم میں سے بہتوں سے آگے ہیں۔ میں تو دعا ہی کرسکتا ہوں کہ خدا اُن کو مزید توفیق دے اور وہ اسی طرح اردو کی آبیاری کرتے رہیں۔

پدم بھوشن
(گوپی چند نارنگ)
صدر ساہتیہ اکادمی، دہلی

کندن: رباعیات و ماہیے کے آئینے میں

کندن لال کندن شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی کے ان چند سابق طلبا میں سے ہیں، جنھوں نے اردو کی اعلیٰ تعلیم نہ اس لیے حاصل کی کہ اسے روزی روٹی کا وسیلہ بنائیں اور نہ اس لیے کہ ڈگریاں اپنے نام کے ساتھ سجائیں۔ وہ اردو زبان اور اس کے ادبی سرمایہ سے سچی اور گہری محبت رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ یہ پرخلوص جذبہ بھی کہ اس کی کچھ خدمت کرسکیں۔ کلاسیکی فن شاعری کے لوازمات، اوزان اور صنائع لفظی و معنوی پر وہ گہری نظر رکھتے ہیں اور اس میدان میں ان کا مبلغ علم بڑے بڑے استادوں سے لگا کھاتا ہے۔ اس سے قبل ان کی پانچ چھ کتابیں رباعی اور عروض کے فن پر شائع ہو چکی ہیں لیکن عروضات سے قطع نظر میرے دل میں ان کی قدر اس لیے کہ وہ ایک خوش ذوق سخنور بھی ہیں۔ اور کم و بیش نصف صدی سے مشق سخن کر رہے ہیں۔ اس لیے تخلیقی میدان میں ان کی جو جولانیاں رہی ہیں میں ان کی داد دیتا رہا ہوں۔ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ عروض کے مشکل اور پرپیچ فن سے تو کیا اس کی ابجد سے بھی میری شناسائی نہیں ہے۔

خداوند رباعی رودکی نے رباعی کے جو اوزان طے کر دیے تھے کندن لال انھیں صحیفہ الہامی کا درجہ دیتے ہیں اور ان میں سرمو تبدیلی اور تصرف کے لیے تیار نہیں۔ اسی لیے وہ علامہ اقبال کی دو بیتیوں کو رباعی ماننے کو تیار نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے دلائل کافی مضبوط ہیں۔ اس تنازعہ پر پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ عرض مولف میں انھوں نے ایک بار پھر اس مسئلہ کو چھیڑا ہے۔ تاہم اہم بات یہ ہے کہ رباعی کے عروض یا فن میں علامہ اقبال کے علم پر سوالیہ نشان لگانے کے باوجود وہ ان کی شاعرانہ اور فلسفیانہ عظمت کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ کندن لال کندن اقبال تو کیا مرزا غالب کو بھی نہیں بخشتے اور ان کی عروضی غلطیوں کی نشان دہی بھی کرتے ہیں۔ اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ رباعی اور اس کے نظام عروض پر اپنی حاکمانہ قدرت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ تاہم اس میدان میں جو دوسرے ماہرین رہے ہیں مثلاً علامہ سحر عشق آبادی وہ ان کی

استادانہ حیثیت اور مہارت کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔

عرضِ مولف میں انھوں نے پنجابی اور اردو کی صنف شاعری ماہیا کا تعارف بھی کرایا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب ہماری شاعری میں تین مصرعوں پر مشتمل ماہیا جیسی عوامی صنف موجود ہے تو پھر جاپانی ہائیکو وغیرہ میں شعر گوئی کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے اردو کے ایک جاپانی پروفیسر سے پوچھا کہ وہ اردو شعرا کی لکھی ہائیکو کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ وہ ہنسنے لگے، پھر بولے کہ ہائیکو جاپان کی ثقافتی اور شعری روایات اور وہاں کے موسموں میں پلی بڑھی ہے اس لیے کامیابی سے ہائیکو کہنے کے لیے پہلے ان کو سمجھنے بلکہ محسوس کرنے کی ضرورت ہے۔ شاید ہائیکو وغیرہ کا انجام بھی وہی ہوگا جو انگریزی سانیٹ کا ہوا۔

اس لیے کندن لال جس طرح ماہیے کی سرپرستی کر رہے ہیں وہ صحیح ہے۔ اردو میں بعض دوسرے شعرا نے بھی بڑے دلکش اور کامیاب ماہیے کہے ہیں۔ تاہم رباعی کی طرح اسے ایک بندھی ٹکی کلاسیکی صنف کا درجہ دینا مناسب نہیں ہوگا۔ یہ ایک عوامی صنف ہے جو لوک ادب کی روایت سے تعلق رکھتی ہے اس کا موجد رودکی کی طرح کوئی ایک استاد نہیں تھا۔ اس لیے رباعی کی طرح اسے عروضی جکڑ بندیوں میں اسیر کرنا شاید اس کی عوامی روح کو مجروح کرنا ہوگا۔

مجھے تو اس پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ عروضی ناپ تول اور قید و بند میں اسیر رہ کر بھی کندن لال شاعری کر لیتے ہیں صرف یہی وہ رباعیات میں ارادی کوشش سے محاورات بھی باندھتے ہیں اور ضرب الامثال بھی سموتے ہیں۔ ایسا کم ہی ہوتا ہے اس لیے جو لوگ عروض اور فن کے ظاہری یا خارجی لوازمات کو ترجیحی اہمیت دیتے ہیں اور مشق شعر میں ہر پل سوچتے ہیں کہ کوئی تسامح نہ ہو جائے اکثر ان کے ہاتھوں سے شاعری کا دامن چھوٹ جاتا ہے اور وہ صرف قافیہ بندی پر اکتفا کرتے ہیں۔ کندن لال کے کلام میں بھی ایسی بے شمار رباعیاں ملتی ہیں جو بے کیف منظومات کہی جائیں گی لیکن ان کے پہلو بہ پہلو جہاں ان کے اندر کا شاعر بیدار ہو جاتا ہے اور عروض داں کچھ اونگھ جاتا ہے وہاں بڑی تیکھی موثر اور دلکش رباعیاں وجود میں آتی ہیں۔

ان میں عشقیہ واردات اور ہجر و وصال کے تجربات بھی ہیں اور حیات و کائنات کے لطیف ادراکات بھی۔ اس سے بھی بڑھ کر کندن لال اپنے عہد کے آشوب جہاں کا جو شعور رکھتے ہیں۔ اس کی ترجمانی بھی بعض رباعیوں میں بڑی بے ساختگی سے ہوئی ہے۔ کچھ رباعیاں ایسی بھی ہیں جن میں سیاسی حالات اور سماجی غلط کاریوں کے شخصی ردعمل ہے جو ان کی قدرت کلام کو شعری

اصناف وعناصر سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ کچھ یہی بات ان کی ماہیا نگاری کے حوالے سے کہی جا سکتی ہے۔ تاہم یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ اس عوامی صنف کے فارم پر ان کو زیادہ قدرت حاصل ہے اور وہ زیادہ بے تکلفی سے اپنا تجربہ ادا کر دیتے ہیں جیسے:

انسان کا رشتہ ہے
غیر کو مرتا دیکھو
دل خوب تڑپتا ہے

نہ کوئی بنا اپنا
جیون بیت گیا
نہ کبھی دیکھا سپنا

آخر میں چند رباعیاں ملاحظہ کیجیے:

گھنگھور گھٹا چھائی کیا ساون ہے
بے چین جدائی سے کیا برہن ہے
ہے درد برہ کے گیتوں میں کندن
کیا نین ٹپکتے ہیں کیا ساون ہے

''دس انگلی دس چراغ ہیں'' دنیا میں
رکھتے روشن دماغ ہیں دنیا میں
کوئی ثانی نہیں ملا ڈھونڈا دہر
انساں ہی ذی دماغ ہے دنیا میں

''مولی کے چور کو ملی سولی'' آج
گھوٹالوں کے دلال کرتے ہیں راج
کیسا قانونِ ہند ہے پوچھے کون
کیوں ہیں قانون کے محافظ محتاج

''تصویر بنا دیتے ہو'' باتوں میں
ہنسا کے رُلا دیتے ہو باتوں میں
مت پوچھ تلذذ پھر ان لمحوں کا
جب خواب سجا دیتے ہو آنکھوں میں

کیا دن تھے طالب علمی کے کندنؔ
آفت ڈھاتا ہے ماضی کا ہر چھین
کھو جاتا ہوں ان کے تصوّر میں جب
تو رو پڑتا ہوں اس دم فوراً

''سر گھٹنوں میں یہ کیا دیے'' رہتے ہو
سر میں سودا یہ کیا لیے رہتے ہو
کندنؔ ہے کیا سبب پریشانی کا
کیوں تم ہردم یہ ''لب سیے'' رہتے ہو

دل ہول اٹھا ہے تیرے جانے سے
دل ڈول اٹھا ہے تیرے آنے سے
دل دار ذرا دل کی دلجوئی کر
''گھر بول اُٹھا ہے'' تیرے آنے سے

قمر رئیس
سابق صدر شعبۂ اردو
دہلی یونیورسٹی

سخنے چند

شاعری کا آغاز کب اور کس نے کیا یہ بات ابھی پردہ خفا میں ہے اگر چہ مولانا شبلی نعمانی نے حضرت آدم کا مرثیہ لکھ کر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت آدم نے اپنے جذبات کا اظہار نظم میں کیا تھا۔ اسی طرح عروض کے موجد پر بھی بحث جاری ہے جبکہ اکثر دانشور اس فن کا بابا آدم خلیل کو مانتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت تک جو پہلی کتاب عروض پر نظر آتی ہے وہ 'محیط الدائرہ' ہی ہے اور خلیل نے عروض کے اصول اور ارکان مرتب کر کے ادبی دنیا کو ایک بڑا تحفہ عطا کیا ہے۔ ہندوستان کو فارسی ادب کے ورثہ میں اردو شاعری بھی ملی ہے اسی لیے اردو شاعری پر مکمل اثرات فارسی ادب کے نظر آتے ہیں جن میں 'رباعی' بھی ہے۔ 'رباعی' وہ صنف سخن ہے جو عربی زبان میں کم یاب ہے اگر ہے تو اس پر بھی برعکس تمام اصناف سخن کے فارسی ادب کا انعکاس ہے۔ رباعی ایجاد کرنے کا سہرہ 'رودکی' کے سر ہے۔ اسی نے 'رباعی' کا وزن ایجاد کر کے اس سے چوبیس اوزان اخذ کیے اور رباعی کے چاروں مصرعوں کو چار الگ الگ مگر پابند وزنوں میں لکھنے کی اجازت بھی دے دی ایسا بھی نہیں ہے کہ عربی زبان میں یہ وزن موجود نہیں تھا۔ یہ وزن تو ایک ایسا وزن ہے جو عربی میں تقریباً ہر مسلمان کے لب پر ہر وقت رہا کرتا تھا۔ یعنی 'لاحول ولاقوۃ الا باللہ' لیکن اس وزن پر عربی شاعر توجہ نہیں دے سکے تھے۔

رباعی تنہا وہ صنف سخن ہے جو عروض کی باریکیوں کو سمجھے بغیر نہیں لکھی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ 'رباعی' لکھنے والے شعرا کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ رودکی کے بعد بیسویں صدی کے ساتویں اور آٹھویں دہے میں حضرت عزیز لکھنوی کے شاگرد جناب بھگوان چندر بھٹناگر علام سحر عشق آبادی نے رودکی کے ہی اصولوں پر چل کر مزید اوزان کا اخراج کیا جس کے بعد انہیں کے شاگرد اور جانشین اور راقم کے استاد جناب اوم پرکاش اگروال زار علامی نے اٹھارہ مزید اوزان ایجاد کیے۔ علام کے ایجاد کردہ اوزان میں بھی شعرا نے رباعیاں لکھیں جن میں نامی نادری کا نام سرفہرست

ہے۔ زارؔ علامی کے ایجاد کردہ اوزان میں خود زار غلامی اور ان کے شاگردوں نے رباعیاں کہیں ہیں۔ لیکن یہ اوزان ابھی عام نہیں ہو سکے ہیں۔

کندن لال کندنؔ اردو ادب کے ایک ایسے سپاہی ہیں جو اس کی ہر صنف کی نگرانی کا کام بڑی دلجوئی سے انجام دے رہے ہیں۔ لیکن 'رباعی' ان کی پسندیدہ صنف سخن ہے اس پسند سے یہ بات خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کہ آپ کو 'عروض' سے ایک خاص دلچسپی ہے۔ اس فن پر جناب کی ایک کتاب ''ارمغانِ عروض'' بھی منظر عام پر آ چکی ہے۔ تاریخ اور زبان سے لگاؤ تاریخی مثنویات کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔ زندگی کے ستر سال پورے کرنے کے بعد بھی آپ کا قلم رکا نہیں ہے بلکہ ایک نئی کاوش 'رباعیات و ماہیے' کی شکل میں نمودار ہوئی ہے، جس کی انفرادیت سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ ابھی تک رباعی کے چوبیس اوزان پر رباعیاں تحریر نہیں کی گئی ہیں خود رودکی نے بھی ایسا نہیں کیا ہے لیکن کندن لال کندن نے اس میدان میں ایک ایسا رکارڈ بنایا ہے کہ صرف ۲۴ چوبیس اوزان میں ہی رباعیاں تحریر نہیں کیں بلکہ رباعیات کے جدید 'تمیں اوزان' کا بھی استعمال کیا اور رُباعی کے 'چونؔ اوزان پر تصرف کر کے تمام قدیم اور جدید اوزان پر کامیابی سے رباعیاں قلمبند کر کے اپنی عروض دانی کا سکہ جمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زبان و بیان سے زیادہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر وزن میں ایک اچھے مضمون کو قلمبند کر دیا جائے۔ فکری اور محاوراتی زبان کا استعمال کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے، لیکن عنوانات پڑھ کر ہی یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ شاعر کا اصل مدعا سبھی اوزان میں رباعی تحریر کرنا ہے۔ اس لیے پہلا عنوان 'رودکی آہنگوں میں رباعیاں' ہے اور ان سبھی آہنگوں پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ ان رباعیوں کے پڑھنے سے قاری کو خصوصاً شاعروں کو جہاں ان تمام وزنوں سے آشنائی ہوگی وہیں ان کا ذہن رباعیاں کہنے کی طرف مائل بھی ہوگا۔ پہلے عنوان کے تحت رباعی کے چاروں مصرع ایک ہی وزن میں لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد 'رودکی کے دو آہنگوں' اور تین آہنگوں یہاں تک کہ چار آہنگوں میں بھی رباعیاں کہی گئی ہیں جن کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ ایک ہی رباعی کے ایک، دو، تین یہاں تک کے چار مصرع چار جداگانہ اوزان میں بھی تحریر کیے جا سکتے ہیں۔ رودکی کے تمام اوزان پر تصرف کے بعد 'علاّم کے آہنگوں میں رباعیاں' عنوان دے کر سحر عشق آبادی کے ایجاد کردہ بارہ اوزان پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ اس کے بعد علام کے ہی دو آہنگوں کا رباعی کا جادو جگانے کے بعد زارعلامی کے اٹھارہ آہنگوں کو کامیابی کے ساتھ استعمال کیا

گیا ہے۔

آخر میں ایک نئے اور کامیاب تجربے کے طور پر چند رباعیاں رودکی، علاّم اور زآر علامی کے ایجاد کردہ اوزان میں ایک ساتھ کہی گئی ہیں۔ یہ کام خود علام اور زآر علامی نے بھی نہیں کیا تھا جس کے لیے کندن لال کندن مبارک باد کے مستحق ہیں کہ موصوف نے علام اور زآر علامی کے اوزان کو عام ہی نہیں کیا بلکہ رودکی کے ساتھ تال میل کا کام بھی انجام دیا ہے اور ایک ہی رباعی میں چار اوزان پر تصرف اس طرح کیا ہے:

جو بن آنچل سے نہ کبھی چھپتا ہے مفعولن مفعول مفاعیلن فع یہ وزن رودکی کا ایجاد کردہ ہے

جو بن نہ کسی طور کبھی رکتا ہے مفعول مفاعیل مفاعیلن فع یہ وزن رودکی کا ایجاد کردہ ہے

خوشبو پھولوں میں نہ کبھی ذرا رُکی مفعولن مفعول مفاعلن فعل یہ وزن سحر عشق آبادی کا ایجاد کردہ ہے

لال گودڑی میں نہ کبھی چھپتا ہے فاعلن مفاعیل مفاعیلن فع یہ وزن زآر علامی کا ایجاد کردہ ہے

یہاں کندن لال جی کی صرف عروضی مہارت پر بحث کی جارہی ہے فنی خوبیوں کا جائزہ آگے لیا جائے گا کیوں کہ شاعر نے قافیے اور زبان کے معاملے میں بھی کچھ نئے تجربے کرنے کی کوشش کی ہے جن کا فیصلہ قاری پر چھوڑا جاتا ہے رباعی کی طرح کندن لال جی نے ماہیے کو بھی عروضی کسوٹی پر پرکھ کر عام کرنے کی کوشش کی ہے اس کام کے لیے موصوف کو پنجابی اور سرائیکی زبان دانی نے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے کیونکہ ماہیے کی اصل تو پنجابی میں ہی تلاش کی جاسکتی ہے۔

بڑے سے بڑے شاعر کا تمام کلام معرکتہ الآرا نہیں ہوتا یہ بات کندن لال پر بھی ثابت ہوئی ہے اس کے باوجود اس مجموعے میں کتنی ہی رباعیاں تمام عیبوں سے پاک اور عمیق مضامین سے بجی ہوئی ہیں۔ تصوف سے بھرپور ایک رباعی دیکھیے:

من مار کے رہنا ہے بڑا مشکل کام ہوتا ہے اسی راہ کا اچھا انجام
ملتی ہے اسی سے روحانی قوت سکھ دکھ سے بہر طور ملے ہے آرام

مقصد یہ ہے کہ اگر نفس کی غلامی ترک کردی جائے تو انجام بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس سے روحانی قوت نصیب ہوتی ہے اور دکھ میں بھی پریشانی کا احساس نہیں ہوتا اور سکھ تو آرام کا مترادف ہی ہے۔ ایک دوسری رباعی کے تیور ملاحظہ کیجیے، جس میں ایک ساتھ سوالات بھی ہیں جوابات بھی اور مشورے بھی:

احمق نے اک دن دانا سے یہ کہا تم عاقل ہو مجھے بتاؤ یہ ذار

اندھے کو دن رات برابر ہیں کیا؟ ہاں! احمق احمق ہی ہوتا ہے سدا

رباعی کی خوبصورتی کا دارومدار اس کے قوافی اور چاروں مصرعوں کے مضامین کا ایک کے بعد دوسرے اور تیسرے مصرع میں اپنی بات کو بڑھانے اور زورِ تخیل کی بنیاد پر چوتھے مصرع تک پہنچنے پر مکمل اور پرتاثیر ہوتا ہے۔ خاص کر چوتھا مصرع مکمل بامعنی اور پچھلے تینوں مصرعوں کے بغیر بھی مفہوم کو ادا کرنے والا ہونا چاہیے، جس طرح شعر کی خوبیوں میں دو قافیوں کا استعمال بھی ہے جسے 'ذو القافیتین' کہتے ہیں یہ صفت رباعی کے آہنگ کو بھی خوبصورت بناتی ہے اور مفہوم میں زور بھی پیدا کرتی ہے کندن صاحب کے یہاں بھی اس طرح کی صنعتوں کا استعمال ہوا ہے:

منظور نظر نگار اپنا ہوتا — اس دل پہ قمر نثار اپنا ہوتا
جب دل پہ کرم نگار اپنی کرتا — دل اور جگر فگار اپنا ہوتا

مندرجہ بالا رباعی میں نظر قمر اور جگر قوافی کے ساتھ فگار، نثار اور نگار قوافی استعمال کیے گئے ہیں۔ جن سے آہنگ اور رباعی کا حسن تو دوبالا ہو ہی گیا ہے، ساتھ ہی چوتھا مصرع عجیب لطف کی کیفیت پید کر رہا ہے "دل اور جگر فگار اپنا" ہوتا یہاں دل سے مخاطب ہو کر جگر کی کیفیت بیاں کی جا رہی ہے جس سے لفظ "اور" کی معنویت میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور دل کو مخاطبے کی کیفیت سے خالی کر دیں تو دل اور جگر دو چیزیں ہو جاتی ہیں جس کے لیے "فگار ہونے" کی ضرورت ہوتی اس لیے شاعر نے کرم کے لیے "دل" کا انتخاب کیا اور فگار کے لیے جگر کی نشاندہی کی ہے دل اور جگر کے فرق کی کیفیت سمجھنے والے اس رباعی اور اس مصرع سے خوب لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

مختصر طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کندن لال کندنؔ کا یہ مجموعہ اردو ادب میں خصوصاً عروض کے حوالے سے ایک اہم کارنامہ ہے، جس کی ہر طرح سے پذیرائی ہونی چاہیے۔

پروفیسر عراق رضا زیدی

ڈپارٹمنٹ آف پرشین

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ماہر عروض و جانشین ڈاکٹر زارؔ علامی

دو حرف

قبل اس کے کندن لال کندن جی کی مطبوعات میں ارمغان کندن' مثنوی لذت عشق'، رباعیات اختر، تاریخی مثنویاں، ارمغان عروض اور ارمغان رباعیات کندن کو قبولیت مل چکی ہے۔ اب یہ کتاب روبرو ہے۔

انھوں نے رباعی اور ماہیے کے فنی تقاضوں کا ذکر کر ہی چکے ہیں۔ ان کا یہاں اعادہ مناسب نہیں۔ انھوں نے فن رباعی کے تعلق سے قبل اس کے اپنی کتاب ''رباعیاتِ کندن'' میں بہت متوازن انداز میں بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس میں ان کے ۵۴ آہنگوں پر مشتمل رباعیاں شامل کی گئی ہیں اس حالیہ کتاب میں بھی انھوں نے رباعی کی اصالتِ شعریہ سے خاصی عمدہ بحث کی ہے اور الگ الگ ارکان و آہنگ کے تعلق سے خامہ فرسائی کرتے ہوئے اپنی رباعیات کا جو خزانہ نادر مصور کیا ہے وہ فصل تحسینیہ سے کہیں زیادہ خوش آئند ہے۔ وہ رباعیاں رودکی کے تتبع میں کہی گئی ہوں یا پھر علامہ سحر عشق آبادی اور زار علامی کے آہنگوں میں۔ ان سب میں کندن جی کی فکر یہ احساس کی قوس قزح چمکتی ہی نہیں مہکتی بھی ہے۔ ان سب میں اُن کے اپنے ہی تجربات یا احساسات نہیں عوامی تجربات واحساسات کے بھی نقش و نگار مصوّر ہوئے ہیں۔ حسن و جمال کا ذکر ہو یا حیات و عصر کا یا اخلاق و معاشرتی طریق کار۔ سب کے ساتھ ان کی ذہنی وفکری وابستگی موثر طور پر پُرفشاں نظر آتی ہے اور بعض بعض موقعوں پر ان کا نظری طریق عوامی حسیت کے قریب بہت، قریب ہم رشتہ بھی نظر آتا ہے۔ مثلاً یہ رباعیاں:

خدمت سے حرمت ہے، بھولے مت
محنت سے ثروت ہے، بھولے
خدمت، محنت سے پیچھے نہ ہٹو
طاعت میں جنت ہے، بھولے مت

دولت کا سب کوئی ساتھی ہووے
پیتا کا کب کوئی ساتھی ہووے
بزدل کا نہ کوئی ساتھی جیون میں
طاقت ہو جب کوئی، ساتھی ہووے

☆

غیبت کرنے کی عادت نہ ہو بھلی
اچھے انسان سے ہوتی نہیں بدی
نیکی میں وہ پاتا ہے سدا مزا
نیکی کرنے میں اس کو ملے خوشی

ماہیے کے تخلیقی تقاضوں کے تحت اُن کے جمالی تجربے ان کے حسّی صیغوں کے ساتھ جس طور باہم مربوط ہیں وہ ان کی اپنی نوعی ساعتوں کی اچھی شبیہ ہے۔ دراصل پنجابی لوک گیتوں کی اصناف میں ماہیا ایک صنف ہے۔ یہ لفظ ماہی سے مشق ہے۔ بھینس کو پنجابی میں ''مینہ'' کہتے ہیں اور بھینس چرانے والے کو اسی رشتے سے ماہی کہا گیا ہے۔ یوں یہاں پواب میں ملاح یا ناوک کو ماہی کہا گیا ہے۔ اس صنف میں حسن و جمال پیار و محبت، ہجر و وصال، گلہ شکوہ، سوال جواب، شراب وشباب جیسے موضوعات پنجابی ادب میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اقسام کے اعتبار سے ماہیے عاشقانہ، عارفانہ، دعائیہ اور راہبانہ ہو سکتے ہیں۔ انھوں نے ماہیا کے پہلے اور تیسرے مصرعے کے لیے بحرِ متدارک اور دوسرے مصرعے کے لیے متقارب کا تعین کیا ہے۔ انھیں بحر و عروض کے ضمن میں بھی خاصہ درک حاصل ہے۔

توقع ہے یہ کتاب بھی ان کے مرتبۂ شعریہ میں اضافہ کا باعث ہوگی۔

ساحل احمد
سابق صدر شعبۂ اردو
الہ آباد یونیورسٹی
۳۰ر دسمبر ۲۰۰۷ء

عرضِ مؤلف

اصناف سخن میں رباعی اور ماہیے کی ہیئت:

شعروشاعری، تخیل کی پرواز کے بل بوتے پر نہ صرف انسانی زندگی سے متعلق واقعات، نظریات، تاثرات، لوازمات احساسات، مشاہدات، واردات قلبی پر مبنی ہی نہیں بلکہ حیوانات جمادات وغیرہ کے حالات کو تشبیہات واستعارات کے جامہ میں مناسب اور موزوں صورت الفاظ میں ڈھال کر عروض کے وزن و بحر کی پابندی میں رہ کر کے بیاں کرنے کا نام شاعری ہے اور کلام موزوں مخیل کو شعر کہتے ہیں جو سننے والوں کو اپنا گرویدہ بنا دیتا ہے۔

شعراء متقدمین ومتوسلین نے شعر کی تعریف میں اس کا مقفّی ہونا اور بالقصد کہا جانا کی لازمی شرط عائد کی ہے جو درست نہیں۔ کلام کو مقتضائے معنی و حال کے مطابق ایراد کرنا لازمی ہے نظم ونثر میں یہی فرق ہے کہ شعروشاعری عروض کے وزن اور بحر کی پابندی میں کی جاتی ہے اور نثر کے لیے یہ قید نہیں ہوتی بلکہ اس سے آزاد ہے۔ جہاں تک کلام موزوں کا سوال ہے وہ قصداً کہا گیا ہو یا بلا قصد اس کو موزوں ہی کہا جائے گا۔ قافیہ کی قید بھی اس لیے غیر ضروری ولازمی ہے کہ اس سے نہ صرف کلام مسلسل مضامین کے نظم کرنے میں ساتھ نہیں دیتا بلکہ فردشعر کی تعریف سے خارج ہو جاتا ہے۔

جملہ اصناف سخن مثنوی، مرثیہ، غزل و جدید غزل، قطعہ ور باعی کا تقابلی تجزیہ ہم اپنی تصنیف ''ارمغان رباعیات کندنؔ'' میں کر چکے ہیں اس لیے یہاں رباعی کا دیگر اصناف سے موازنہ کرنا مناسب نہیں چونکہ ہمارا موضوع ''رباعی اور ماہیے'' ہیں اس لیے ان کی داخلی و خارجی ہیئت کا یہاں ذکر کریں گے۔

رباعی:

رباعی چار مصرعوں والی صنف شاعری مردف رمقفّی ہو یا جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ

مردف رمقفٰی ہو اور معنوی طور پر مربوط کو بھی رباعی نہیں کہہ سکتے۔ رباعی ردوبیتی یا ترانہ کے مقرر آہنگ ہیں اور ان آہنگوں کے میزان پر چاروں مصرعے پورے اترتے ہوں اور مردف رمقفٰی ہوں تو اس کو رباعی کہتے ہیں۔ ماہیے کے برعکس رباعی بحر مثمن میں کہی جاتی ہے۔ بحر مسدس میں نہیں۔ رباعی کا موجود استاد رودکی تھا۔ رباعی کی بنیاد ''غلتاں غلتاں ہے رَوَد تا لبِ گور گور'' مصرعہ پر رکھی گئی تھی رباعی صرف ایک آہنگ میں کہی جائے تو اس کو موسیقیت و موزونیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر چاروں مصرعے الگ الگ آہنگوں میں ہوں تو بھی رباعی کہی جائے گی۔ جس مصرعہ مذکورہ پر رباعی کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ مصرعہ بحر رجز، بحر رمل، بحر منسرح اور بحر عمیق کی مزاحف بحروں میں بھی غوطہ زن ہوتا ہے پھر بھی رباعی کو بحر ہزج سے منسلک کیا گیا ہے اس کی چند بنیادی وجوہات ہیں آپ دیکھیں گے۔

بحر رجز مثمن مزاحف:

۱۔ فعلن	فعلن	مفاعلن	مفتعلن
مرفوع مخبون مسکن	مرفوع مخبون مسکن	مخبون	مطوی

۲۔ بحر رمل مثمن مزاحف:

مفعولن	فاعلات	مفعول	فعل
مخبون مسکن	مکفوف	مشکول مسکن	مربوع

۳۔ بحر منسرح مثمن مزاحف:

مفعولن	فاعلات	فعلن	فعِلن
مطوی مسکن	مطوی	مرفوع مخبون مسکن	مکشوف ومخبول

۴۔ بحر عمیق مثمن مزاحف:

فعلن	مفعول	فاعلن	فاعلاتن
مخبون مسکن	مشکول مسکن	سالم	سالم

مصرعہ مذکورہ غلتاں غلتاں ہے رَوَد تا لبِ گور گور کی بحر ہزج مزاحف میں تقطیع دیکھیے:

فعلن	فعلن	مفاعلن	مفتعلن
غلتاں	غلتاں	ہے رَوَد	تالب گو

اس طرح باقی تینوں مزاحف آہنگ میں بھی مصرعہ مذکورہ تقطیع ہو سکتے ہیں آپ کر کے دیکھیے۔

بحر ہزج کے مزاحف آہنگ فعولن فاعلن مفاعیل فعول/فعل میں استاد رودکی نے جب غور کیا تو ذیل کے دو آہنگ ایجاد کیے:

ا۔ مفعول مفاعلن مفاعیل فعول / فعل

مفعول مفاعیل مفاعیل فعول / فعل

موصوف نے پھر ان اصل آہنگوں میں رائج الوقت زحاف تخنیق، اصول معاقبہ اور سبب پے سبب وتد پہ وتد سے رباعی کے اور آہنگ دریافت کیے رودکی کے عہد میں زحاف تخنیق مروج تھا تسکین نہیں اس لیے موصوف کو پتہ لگانا کہ مذکورہ مصرعے دوسری مزاحف بحور میں ڈوب سکتا ہے یا نہیں کا سوال نہیں اٹھتا۔

رباعی کو بحر ہزج سے منسلک کرنے کی پہلی وجہ تخنیق سے جو آہنگ بحر ہزج سے رونمائی کرتے ہیں وہ دوسرے مزاحف آہنگوں سے وجود میں نہیں آسکتے۔ دوسرا رباعی سے جو چوبیس آہنگ رودکی نے ایجاد کیے وہ سبب پے سبب، وتد پے وتد کی ترتیب سے وجود میں آتے ہیں اور معاقبہ کا بھی عمل کارفرما رہتا ہے۔ رباعی کے آہنگوں میں صرف اخرب، قبض، کف، جب، ہتم و تخنیق زحاف کا عمل ہوتا ہے یہی وجوہات تھیں جس کی وجہ سے رباعی کو بحر ہزج مثمن سے منسلک کیا گیا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ رباعی کے اوزان بحر ہزج مثمن سے اخذ ہوتے ہیں نہ کہ بحر ہزج مسدس محذوف الآخر (مفاعیلن مفاعیلن فعولن) سے '' سخنے چند'' کے عنوان سے تحت ماہر عروض ڈاکٹر کمال احمد صدیقی نے میرے پہلے مجموعہ ''ارمغانِ رباعیات کندن'' میں اپنے مضمون کے آغاز میں یوں رقمطرازی کی کہ:

''علامہ اقبال جو عروض کے رموز اس کی نزاکتوں سے بخوبی واقف تھے بحر ہزج مسدس محذوف الآخر (مفاعیلن مفاعیلن فعولن) کے آہنگ میں چار مصروں کی دو بیتوں کو رباعی کے تحت رکھتے تھے۔''

کیا موصوف کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا ہے کہ علامہ اقبال نے جن قطعات کو اپنے قلم سے رباعیات کا عنوان دے دیا بس وہ رباعیاں ہو گئیں گویا علامہ اقبال کا لکھنا سند ہو گیا۔ ''ارمغان حجاز'' میں تیرہ اور ''بال جبریل'' میں انتالیس قطعات ہیں جن کو علامہ نے رباعیات کا عنوان دیا ہے جو سراسر غلط ہے۔ بطور نمونہ پہلا اور چھٹا قطعہ جو ''ارمغان حجاز'' میں دیے ہیں آپ بھی دیکھئے:

پہلا قطعہ:

مری شاخِ امل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا
کلی گل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبحِ فردا پر نظر کیا

چھٹا قطعہ:

کہا اقبالؔ نے شیخِ حرم سے
تہِ محرابِ مسجد سو گیا کون
صدا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بت کدے میں کھو گیا کون

''بال جبریل'' کے انتالیس قطعات میں پہلا دیکھئے:

رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ!
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرک ہے مرا پیراہن چاک!
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ

مذکورہ بالا تینوں قطعات کا وہی آہنگ جو ڈاکٹر کمال احمد صدیقی نے لکھا ہے ''(مفاعیلن مفاعیلن فعولن)'' کوئی بھی ان کو رباعی نہیں کہہ سکتا پھر مندرجہ بالا دوسرا قطعہ جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ بھی نہیں بلکہ دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہیں اس کو تو کوئی معمولی عروض داں بھی رباعی نہیں کہہ سکتا۔ حضرت علامہ کے اس سہو سے تہرا نقصان ہورہا ہے کچھ شعرا علامہ کی کورانہ تقلید میں آج تک ان کو رباعیاں کہہ رہے ہیں اور کچھ نقادانِ ادب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ علامہ رباعی سے واقف ہی نہیں تھے۔ اور تیسرا رودکی کی محنت پر پانی پھیر رہے ہیں اور ان کی ایجاد کردہ بحور میں رباعیاں نہیں کہہ رہے، جس سے رباعی کی صنفی شناخت مجروح ہو رہی ہے۔ حضرت علامہ نے رباعی کی طرف توجہ ہی نہیں کی علامہ کے کلام میں میری تحقیق کے مطابق بمشکل ایک یا دو رباعیاں ملتی ہیں جن پر لوگ رقمطراز ہیں علامہ رباعی سے واقف تھے۔ میری اس ناقص رائے میں اگر یہ دو ایک رباعیاں غیرارادتاً کہی گئی ہوں تو؟ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ''بانگ درا'' میں

''ظریفانہ کلام'' کے تحت جو رباعی دی گئی ہے وہ رباعی کے عنوان کے تحت نہیں دی گئی:

مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں
مغرب میں مگر مشین بن جاتے ہیں
رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلّے
واں ایک کے تین تین بن جاتے ہیں

اگر چہ علامہ رباعی یا عروض سے ناواقف بھی ہوں تو کیا ان کی شاعرانہ وفلسفیانہ عظمت میں فرق آیا ہے؟ نہیں بالکل نہیں موصوف کا اپنا ایک ارفع واعلیٰ مقام ہے، جس میں رباعی نہ کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر غالب کا یہ مصرعہ ''دل رگ رگ کے بند ہو گیا غالب'' بحر سے خارج ہے تو کیا غالب، غالب نہ رہے۔ مملکت سخن پر غالبؔ کا غلبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اگر آتش کا یہ شعر:

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجرسایہ دار راہ میں ہے

اردو کے قواعد سے غلط ہے تو کیا آتش کے علومرتبہ میں کمی آگئی۔ آتش کا اردو زبان وادب پر بڑا احسان ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ ایسی بہت سی اور مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ انسان سہوونسیان سے مرکب ہے۔ بتقاضائے بشریت سہو ہوسکتا ہے۔

''ہماری ایک بڑی مشکل بلکہ حماقت یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے ہمارے اکابر شعراءادب سے بھی بھول چوک سہولغزش یاغلطیاں ہوسکتی ہیں۔''

اس فطری تقاضے کی بنا پر ڈاکر کمال احمد صدیقی کہے گئے کہ ''علامہ اقبالؔ جو عروض کے رموز اور اس کی نزاکتوں سے بخوبی واقف تھے بحر ہزج مسدس محذوف الآخر (مفاعیلن مفاعیلن فعولن) کے آہنگ چار مصرعوں کی دو بیتوں کو رباعی کے تحت رکھتے تھے'' کیا علامہ اقبال سے پہلے کوئی شاعر کوئی عروض داں کوئی دانشور ایسا ہوا جس نے مسدس میں رباعی کہی ہو۔ رباعی ہر جگہ مثمن میں ملے گی۔ اگر چار کی نسبت سے رباعی کہا جارہا ہے تو سبھی چار مصرعوں والے قطعات کو رباعی کا نام دیجیے۔

استاد رودکی نے صدیوں پہلے رباعی کے چوبیس آہنگ ایجاد کیے تھے۔ بیسویں صدی کے آخری ربع میں علامہ سحر عشق آبادی خاتم العروض نے ان چوبیس آہنگوں پر بارہ اور آہنگوں کا

اضافہ کیا اور علامہ سحر عشقی آبادی کے قابلِ صد تعظیم جانشین ذاکر زار علامی نے اٹھارہ اوزان زحاف بشتر سے ایجاد کر کے ناقابلِ فراموش اضافہ کیا ہے اب رباعی کے کل چون آہنگ ہو گئے ہیں۔

ماہیا:

''ماہیا'' اردو زبان کا نہیں پنجابی زبان کا لفظ ہے اور سرائیکی بولی میں بھی مستعمل ہے، جس کا لغوی معنی ساجن، معشوق، خاوند ہے۔ دیگر اصنافِ سخن کی طرح 'ماہیا' بھی اردو زبان کی ایک صنف ہے۔ ماہیے بحر مثمن نہیں بلکہ مسدس میں ایک مخصوص بحر میں کہے جاتے ہیں۔ ماہیا چار نہیں، تین مصرعوں کی ایک چھوٹی بحر میں کہا جاتا ہے۔ تقریباً پونی صدی پیشتر پہلی بار پیارے لال شرما نے ایک اردو فلم خاموشی کے لیے جو بول لکھے تھے وہ ماہیا کی ہیئت میں تھے۔ پنجابی اور سرائیکی لوک گیت میں تو ''ماہیوں'' کی ابتدا اس سے بھی قدیمی ہے۔ آزادی کے بعد بھی صنف ماہیا کی طرف بے رخی برتی گئی جس کی غالباً بڑی وجہ ہے یہ چھوٹی بحر میں کہے جاتے ہیں۔ کم لفظوں میں کسی طویل مضمون کو صرف تین مصرعوں میں باندھنے کے لیے صلاحیت درکار ہے۔ بیسویں صدی کی آٹھویں دہائی کے بعد اس صنف کی طرف کچھ شعرا کا دھیان لگا اور ادبی غیر ادبی ماہناموں میں کلام آنے لگا کچھ انتخاب بھی شائع ہوئے ماہیے نمبر بھی سامنے آئے جس سے ظاہر ہوتا ہے اردو زبان کے مزاج نے صنف ''ماہیا'' کو قبول کر لیا ہے۔

جملہ اصنافِ سخن کی طرح ''ماہیا'' کی بھی ایک مخصوص داخلی و خارجی ہیئت ہوتی ہے رباعی کی ہیئت کے بارے میں بہت لکھا گیا ہے، دفتر کے دفتر اٹے پڑے ہیں مگر ''ماہیا'' کی ہیئت کے بارے میں کچھ تفصیل سے نہیں لکھا گیا جس کی ضرورت ہے۔ جب اس صنف کو اردو شاعری کی شعری مزاج نے قبول کر لیا ہے تو اس سے دلچسپی رکھنے والے شعرا حضرات کو بھی اس کی ہیئت سے واقف ہونا چاہیے کیونکہ اردو ماہناموں یا سہ ماہی رسالوں میں جو ماہیے شائع ہو رہے ہیں ان میں کچھ کی داخلی ہیئت پنجابی زبان کی طرح کچھ مختلف ہوتی ہے وہ اس ہیئت میں نہیں ہوتے جو ''ماہیوں'' کے مخصوص ہے۔

''ماہیا'' کی ہیئت بھی رباعی کی طرح مخصوص ہے۔ اس لیے اس کا بیان ضروری ہے۔ ماہیا (قدیم صنف ثلاثی سہ حرفیوں کی طرح) تین مصرعوں پر محیط صنف ہے جس طرح ایک جاپانی صنف ''ہائیکو'' ہے اس کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا مگر دوسرے مصرعے میں قافیہ کی قید نہیں اگر دوسرا مصرعہ ہم قافیہ آ جائے تو موسیقیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

'ماہیا' کا بنیادی وزن بحر متدارک مسدس مخبوں رمخبوں مذال ہے۔ زحاف تسکین کے عمل سے بنیادی آہنگ سے سولہ اور رعایتی آہنگ رونما ہوتے ہیں جس طرح رباعی کے چوبیس آہنگوں میں سے کوئی بھی چار آہنگ ایک رباعی میں آسکتے ہیں اس طرح 'ماہیا' میں بھی پہلا اور تیسرا مصرعہ اصل آہنگ اور رعایتی آہنگ کے ساتھ آسکتا ہے کوئی عروضی پابندی نہیں ہے۔

دوسرا مصرعہ کا بھی بنیادی آہنگ بحر متقارب مسدس اثرم مقبوض محذوف رمقصور فعل فعول فعل رفعول ہے، جس پر عمل تخنیق سے آٹھ رعایتی آہنگ رونما ہوتے ہیں کوئی سا ایک آہنگ ''ماہیا'' کے دوسرے مصرعہ میں آسکتا ہے گویا ماہیا ایک دائرہ کی دو مختلف بحروں کا مجموعہ ہے۔ اگر اس عروضی پابندی پر عمل نہیں کیا گیا تو تین مصرعوں والی صنف کو ''ماہیا'' نہیں کہیں گے۔

المختصر رباعی کی طرح ''ماہیا'' کی داخلی وخارجی ہیئت ہوتی ہے جس کی پابندی لازمی ہے۔

بحر متدارک مسدس مخبوں جمیع المقام ''فعلن فعلن فعلن'' زحاف تسکین سے جو سولہ رعایتی آہنگ نکلتے ہیں اور بحر متقارب مسدس اثرم، مقبوض محذوف رمقصور میں زحاف تخنیق سے آٹھ آہنگ جو نکلتے ہیں ان کو آخری صفحات میں درج کر دیا گیا ہے۔

اس مجموعہ سخن میں ''رباعیات وماہیے'' ہیں۔ رباعیاں چوبیس آہنگوں میں اور ماہیے سولہ آہنگوں میں ہیں۔ رباعیوں میں جا بجا محاورہ بندی مثل وکہاوتیں واقوال وغیرہ موقعہ بر موقعہ نظم کے جامے میں فی البدیہہ راہ پا گئے ہیں، امید ہے آپ کو متاثر کریں گے۔ اس مجموعہ میں اس بات کو بھی خاص توجہ دی گئی ہے استاد رودکی، علامہ سحر عشق آبادی اور زار علامی کے اوزانوں میں رباعیاں الگ الگ تقسیم کر دی گئی ہیں تاکہ رباعیوں کے آہنگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ پڑھنے اور سمجھنے میں ذہن کو دھچکے نہ لگیں اور جو مختلف آہنگوں میں رباعیاں ہیں ان کے آگے وزن نمبر بھی درج کر دیا گیا ہے۔

یہ میری ساتویں تصنیف ہے جس کو ملک کے ارباب فکر ونظر کی خدمت میں پیش کرنے کی ہمت کر رہا ہوں، انشاءاللہ میری پہلی تصنیفات کی طرح اہل ذوق واہل فن کی نگاہوں میں مقبول ہوگی۔ نیز یہ بھی امید کرتا ہوں اگر اس میں غیر شعوری طور پر کہیں فکری یا فنی کمزوری راہ پا گئی ہو تو اسے نہ صرف نظر انداز فرمائیں گے بلکہ میری اصلاح بھی کریں گے اس لیے کہ غلطیوں کا صدور بشریت کا خاصہ ہے۔

کندن لال کندن

مورخہ ۲۷/اکتوبر ۲۰۰۷ء

رباعیات

رودکی کے چوبیس آہنگ جن میں پہلے مفعول سے شروع ہونے والے بارہ آہنگوں میں رباعیاں

مفعول مفاعلن مفاعیل فعل

تاریخ کی فکر میں کی کندن جونظر
اعداد کیے شمار پھر حرف "جگر"
اعدادِ "جگر" کو اب ضَرَب نو جو کیا
تصنیف کی آئی اس میں تاریخ نظر

صورت نہ تکا کرو دِوانوں کی طرح
دیکھا ہی کرو سدا یگانوں کی طرح
آئیں نہ حوادثات در پیش کبھی
ذلت نہ اٹھاؤ کل دِوانوں کی طرح

ہر چیز کی "لہر بہر ہے" خوب یہاں
تیری ہی ہمیں پہ مہر ہے خوب میاں
خواہش ہے یہی سدا تیرے پاس رہوں
تیرے ہی خیال میں گزرتا ہے سماں

''کیوں دانت نکالتا ہے'' بے وقت سدا
ہو وقت جو ہنسنے کا تو ہنس بجا
بے وقت کا راگ جو بھی گاتا ہے کبھی
بنتا ہے مذاق کا وہ موضوع سدا

۳ مفعول مفاعلن مفاعیل فعول
لے شام اودھ کا نہ کوئی بھی سرور
کاشی کی بھی صبح پر کرے کون غرور
سوجھے جو یہ لطف تو کہاں ہوش و شعور
روزینہ کی فکر نے جو چھینا ہے صبور

تضمین کے شعر کا جہاں تک ہے سوال
کندنؔ نے دکھا دیا ہے کر کے یہ کمال
رکھ کر کہ نگاہ میں ظفرؔ جوشؔ کے شعر
کیا خوب کِیا ہے کھل کہ اظہارِ خیال

۳ مفعول مفاعلن مفاعیلن فع
منظور نظر نگار اپنا ہوتا
اس دل پہ قمر نثار اپنا ہوتا
جب دل پہ کرم نگار اپنی کرتا
دل اور جگر فگار اپنا ہوتا

کاندھے پہ ہوا کے چڑھ کے آئے بادل
لے گنگ و جمن کا ساتھ وہ زل جل
دھوئیں گے وہ منہ شجر حجر کا فوراً
ہر سمت وہ کھیتوں کو کریں گے جل تھل

''زر زور خدا کے ہاتھ ہیں'' بھولے مت
رکھتے نہ کبھی ثبات ہیں بھولے مت
ان پر نہ غرور ہو کبھی بھی کندن
دیتے نہ کبھی وہ ساتھ ہیں بھولے مت

۲ مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
شیطان کا فتنہ ہے رہو اس سے دور
رکھتا ہے وہ ذہن میں شرارت مخطور
رکھنا نہ کبھی بھلے کی اس سے اُمید
مغرور ہے وہ رہے بھلائی سے دور

گھل مل کہ سبھی جو گائیں الفت کا زاغ
گھر گھر میں کھلے گلے محبت کا باغ
ہر وقت بنا رہے اگر یوں ماحول
دل دل میں رہے ذرا نہ نفرت کا داغ

عزت پہ لگا ہے جو مٹانا ہے داغ
جس نے یہ دیا اُسے لگانا ہے داغ
ہے عہد سبق اسے پڑھانا ہے آج
بھولے نہ اسے جو وہ لگانا ہے داغ

۵ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل
''آ بیل مجھے مار'' کی عادت نہ بچا
اس راہ پہ چل کر کہ نہ کوئی ہے بچا
ہے راہِ فنا بس یہ تری راہ فنا
جادہ بھی ترا اس سے رہے دور ذرا

پائے نہ مجھے اور تجھے ٹھور یہاں
قسمت بھی مخالف ہے، مخالف ہے زماں
جب چین سے جینے کو نہ ملتا ہو سَتھاں
آرام سے جیون یہ بتائیں بھی کہاں

۶ مفعول مفاعیل مفاعیل فعول
پاؤں جو بڑھایا ہے ہٹانا نہ حبیب
جو عہد کیا ہے وہ بھلانا نہ حبیب
وعدہ جو کیا یار نبھانا وہ ضرور
''طوطے کی طرح آنکھ بدلنا'' نہ حبیب

مفعول مفاعیلن مفعول فعل

''دل خانہ خدا ہے'' ہو بے عیب بجا
غیبت نہ کبھی اس میں ہو غیب ذرا
آئینہ کی مانند اس میں کچھ نہ چھپے
حق بات کہے سب کی بے لاگ سدا

اوقات جو ہے تری ہم سے نہ چھپا
اپنا بھی تمھیں کوئی پوچھے نہ ذرا
''واضح ہے'' حقیقت ہر ادنیٰ پہ تری
''کس باغ کی مولی ہو'' ہے سب کو پتا

یوں یاد کرے دلبر بے چین[1] رہے
بے چین رہے برساتا نین رہے
کچھ اس کی سزا یوں بدعہدی کی ملے
''ساون کی جھڑی'' آنکھوں سے عین رہے

''دولت کہ زماں ڈھلتی چھاؤں'' ہے یہاں
کرتے بھی نہیں یک جا اپنا وہ ٹھکاں
ان کے نہ نصیبوں میں رکنا ہے کہیں
ہر روز بدلتے رہتے ہیں وہ مکاں

---

[1] صنعت ردالعجز علی الصدر۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ یہاں مصرعہ اول کا لفظ آخری مصرعہ ثانی کے اول میں لائے ہیں۔

۱ مفعول مفاعیلن مفعول فعول

''گردن نہ اٹھانا'' تو جینا ہے فضول
بہتر ہے کہ بس مرنا کرلے وہ قبول
''دم مار نہیں سکتا'' کرتا ہے غرور
مغموم بہت ہے وہ رہتا ہے ملول

دولت و جوانی میں آئے نہ جلال
نشّاء حکومت پر چھائے نہ جلال
تینوں یہ دکھاتے ہیں اپنا ہی کمال
بس ان پہ کبھی کندنؔ آئے نہ جلال

۲ مفعول مفاعیلُ مفاعیلن فع

دھر ہاتھ چھری اور جبیں پر چندن
کیا فرق جیا ''آب نہ رہنا'' جیون
کل اہل سیاست نہ ملے گا موقع
اب خوب اِسے لوٹ ہے اپنا گلشن

''شیطان اُچھلتا ہے'' جو دل میں ترے
مخطور حوادث نہ کہیں پر کردے
''شیشے میں اسے جلد اتارو'' کندنؔ
پھونکے نہ کبھی دیکھ یہ گھر کو تیرے

شیدا بھی بنانا ہے صنم کی عادت
رغبت بھی بڑھانا ہے صنم کی عادت
ایسا نہ کرے تو نہ بڑھے گی الفت
''منہ پھیر کہ کہنا'' ہے صنم کی عادت

۱۵ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع
امرت ہی لنڈھاتی ہے کرۂ ارضِ ہند
ہر چیز اگلتی ہے کرۂ ارضِ ہند
کھیتی کی کہ ہو معدنیات خوش آب
''طوفان اگلتی'' ہے کرۂ ارضِ ہند

دیکھی جو مصیبت نہ کبھی آئے پاس
دولت کا اثر ہے کہ سبھی آئے پاس
سکھ کے تو سبھی ہیں نہ بنیں دکھ کے یار
''مقسوم چمکتے'' ہی سبھی آئے پاس

۱۶ مفعول مفاعیلن مفعولن فع
مظلوم نے ہر جا دی ''دوہائی ہے''
اس کی نہ کہیں کندن سنوائی ہے
جائے تو کہاں جائے بے چارہ اب
''اگلے نے کیا پچھلے پر آئی ہے''

گھنگھور گھٹا چھائی کیا ساون ہے
بے چین جدائی سے کیا برہن ہے
ہے درد برہ کے گیتوں میں کندن
کیا نین ٹپکتے ہیں کیا ساون ہے

بچوں نے اٹھایا ہے اب سر پر گھر
عاجز ہی کیا ہے انھوں نے یکسر
سب چین گیا ہے دن بھر کا اپنا
خاموش نہیں رہتے بچّے دم بھر

صحبت نہ اٹھائی جس نے دانا کی
وہ فرق نہ جانے ادنیٰ اعلیٰ کی
بے کار گزارا ہے جیون اُس نے
کی عزّ نہ جس نے کامل دانا کی

''دل ہول اُٹھا ہے'' تیرے جانے سے
دل ڈول اٹھا ہے تیرے آنے سے
دل دار ذرا دل کی دل جوئی کر
''گھر بول اٹھا ہے'' تیرے آنے سے

تصویر بنا دیتے ہو باتوں میں
ہنسا کہ رُلا دیتے ہو باتوں میں
مت پوچھ تلذذ پھر ان لمحوں کا
جب خواب سجا دیتے ہو باتوں میں

''ملکی نہ کہے دل کی'' مرتے دم تک
وہ بھید نہ دے تل بھی مرتے دم تک
کھیتی میں کرے وہ محنت بھی پل کر
محتاج رہے ملکی مرتے دم تک

جو کام کرو پہلے سوچو بچّو
پھر سوچ کے اپنا بل پر پرکھو بچّو
ہو گر نہ تمہارے وہ ہمّت بس کا
تم ہاتھ نہ پھر اس میں ڈالو بچّو

لے سیکھ بہت سی دشمن سے عالم
بیدار بھی رکھے دشمن سے عاصم
مضبوط ارادہ ہو جس کا ہر دم
''منزل کو پکڑتا'' ہے بس وہ آدم

۱۲ مفعول مفاعیلن مفعولن فاع

"کیا لعل لگے ہیں!" سب جانے ہیں لوگ
سب طور صنم کے پہچانے ہیں لوگ
خوبی نہ ستائش کے لائق ہے ایک
مصنوع بناوٹ ہے جانے ہیں لوگ

رودکی کے مفعولن والی رباعیاں

مفعولن فاعلن مفاعیل فعل

دنیا کا انکشاف کچھ کھیل نہیں
گل کاری بر زمین کا کچھ میل نہیں
مولا نے جو گھڑا ازل سے یہ جہاں
''صنعت پروردگار'' کا میل نہیں

''ظالم کی بیل بھی نہ بڑھتی ہے'' کبھی
عزت اس کی ذرا نہ ہوتی ہے کبھی
رہتا ہے آل سے وہ محروم سدا
اس کی اولاد بھی نہ بڑھتی ہے کبھی

خوش ہوں شیطان کو سزا خوب ملی
فیصل میں رب کو نہ کچھ دیر لگی
گھر میں مولا کے دیر ہو ہے یہ غلط
''طوقِ لعنت بہ گردن ابلیس'' رہی

''عزت پر ہاتھ ڈالنا'' اب نہ کبھی
پلّو میں باندھ لے نصیحت یہ مری
پھر تم نے کی کبھی کمینی یہ خطا
حالت ہوگی تری کہیں اور بُری

تو گرمی میں جواب دینا نہ کبھی
تو اوچھے کے قریب رہنا نہ کبھی
اچھی صحبت ملے نبھانا تو اُسے
صحبت ہو گر بُری نبھانا نہ کبھی

کندنؔ انسان کی نہ چلتی ہے کبھی
کب ''منہ مانگی مراد'' ملتی ہے کبھی
بر آئے ہر مراد بن دیر لگے
مولا کی ہو خوشی نہ ٹلتی ہے کبھی

دانا کی بات کاٹنا ٹھیک نہیں
مفلس کا مال دابنا ٹھیک نہیں
بے ادبی سے کبھی بلاؤ نہ کسے
''ٹوپی پر ہاتھ ڈالنا'' ٹھیک نہیں

مفعولن فاعلن مفاعیل فعول

کندنؔ ''کیا منہ دکھاؤ گے'' روزِ حساب
ہاتف کھولے گا جب اعمالوں کی کتاب
اپنا ہر پل گزار در کارِ ثواب
جس سے اس روز کا بنے تم سے جواب

مفعولن فاعلن مفاعیلن فع

اُس کی چپ میں تیری بھلائی کیا ہے
کہنے دو سامنے برائی کیا ہے
تم سو کے سامنے اسے کہنے دو
آنے دو سامنے سچائی کیا ہے

''تن کو کپڑا نہ پیٹ کو ہے روٹی''
دہکاں کے تن پہ اب نہیں ہے بوٹی
تم حاکمِ ہند سے یہ جاکر پوچھو
گردن کس نے کسان کی ہے گھونٹی

''حاکم تو چون کا بُرا'' ہو کندنؔ
ڈر اس کا بھی بڑا کڑا ہو کندنؔ
حاکم کے سامنے نہ سر ہو اُونچا
حاکم چھوٹا کہ وہ بڑا ہو کندنؔ

''حاکم کے تین شحنہ کے نوٗ'' کنڈن
رشوت کا آج ہے یہ بھاؤ کنڈن
حاکم پولیس کا کہ ہو کوئی بھی
ناجائز نذر تو کھلاؤ کنڈن

بیتا ہے جو زماں نہ مانگو مجھ سے
عشرت کا وہ سماں نہ پوچھو مجھ سے
ہے فکر روزگار اب تو دائم
ہم دم وہ دِن کہاں نہ مانگو مجھ سے

بیٹا کرتا نہیں کسی کی عزت
رگ رگ میں کوٹ کر بھری ہے نفرت
روشن ہے نام جو نسل کا تیری
ساری ''بے آب کر'' نہ دے وہ حرمت

''وہ دن کیا تھے'' نہ بھولتے ہیں وہ چھن
عہد ماضی نہ یاد آئے کنڈن
اے میرے ہمدمو یہی ہے ترکیب
چھینو تم حافظے مرے کو فوراً

سر گھٹنوں میں یہ کیا دیے رہتے ہو
سر میں سودا یہ کیا لیے رہتے ہو
کندنؔ ہے کیا سبب پریشانی کا
کیوں تم ہر دم یہ ''لب سیے'' رہتے ہو

''سن گن لینا'' ذرا سمجھ داری سے
جانا دشمن کے پاس تیاری سے
کرنا مکّار کو اگر ہے قابو
قابو عیّار کو کرو یاری سے

''سر سے پانی گزر گیا'' ہے کندنؔ
رکھنا اس سے فضول ہے اب بندھن
ہر دم کی بے کلی سے تو بہتر ہے
جیون کے چین سے گزارو دو چھن

عزّت دینا، فقط بہ عزّت جانے
بے عزّت آدمی نہ عفّت جانے
جس نے کی ہو کبھی نہ عزّت کندنؔ
جیون میں وہ کبھی نہ حرمت جانے

قسمت لکھتا جنم سے ہے پہلے رب
قسمت کے ہاتھ بات ہے کندن سب
تم کوشش کر کے دیکھ لو بے شک اب
مولا نے جو لکھی وہ مٹتی ہے کب

اپنوں کی اوج موج پر کڑھتے ہو
غیروں کی برتری سے بھی جلتے ہو
''کانٹوں پر لوٹنا'' نہیں ہے اچھا
آتش رشک و حسد میں کیوں پھکتے ہو

رونق جاتی رہی ترے جوبن سے
بھونرا عاشق نہیں ترے جوبن پے
تھا جس پر ناز کل تمھیں سرتا پا
سب ''لچھن جھڑ گئے'' ترے جوبن کے

''نیکی کی جڑ سدا ہری'' ہوتی ہے
اس کی کندن ڈگر کڑی ہوتی ہے
ضائع تو وہ کبھی نہ جائے کندن
دکھ سکھ میں پاس وہ کھڑی ہوتی ہے

تیری گردن کبھی نہ نیچی ہوتی
''موتی سی آبرو'' نہ نیچی ہوتی
اپنے کہنے پہ جو عمل کرتے تم
تیری گردن ابھی یہ اونچی ہوتی

ہر دم بے لوث جو کرے ہے خدمت
آتی ہے گود میں اسی کے نصرت
رہتا ہے وہ بشاش ہر دم کندن
ملتی ہے کام سے اسی کو عزت

''تل کے اوجھل پہاڑ ہے'' باتوں میں
اک گہرا خلفشار ہے گھاتوں میں
انہونی ہو نہ جائے باغی سے اب
سونا جو درکنار ہے راتوں میں

''لتے کا سانپ بن گیا'' باتوں میں
بیٹھے ہیں یار اب لگے گھاتوں میں
چھوٹی سی ہے کہا سُنی کا یہ پھل
الفت ان کی بدل گئی لاتوں میں

مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع

''مولی کے چور کو ملی سولی'' آج
گھوٹالوں کے دلال کرتے ہیں راج
کیسا قانون ہند ہے پوچھے کون
کیوں ہیں قانون کے محافظ محتاج

کرتی بے تاب ہے تمہاری ہر بات
نفرت کا باب ہے تمہاری ہر بات
اک بھی ادراک میں نہ بیٹھے ہے بات
''گونگے کا خواب ہے'' تمہاری ہر بات

''ضدؔ پر آنا'' نہ ہو کبھی اچھی بات
ہٹ پر اڑنے سے بھی نہیں بنتی بات
داناؤں نے کہی سمجھ کر کے بات
''سر سے سر جوڑنے'' پہ ہے بنتی بات

مفعولن مفعول مفاعیل فعل

سر پر ہو جب سایہ بزرگوں کا کہیں
سمجھو اس گھر میں کہ خدا بھی ہے مکیں
نعمت اس گھر میں بھی برتی ہے سدا
جس میں ہر انسان کی جھکتی ہے جبیں

تم ہر اک سے صاف کھری بات کہو
''منہ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا'' نہ بنو
پاؤ گے ہر ایک سے عزت بھی سوا
کڑوی سچی بات جو ہو منہ پر کہو

مفعولن مفعول مفاعیل فعول

متلوّن کی بحر کا آیا جو خیال
کندنؔ نے اس میں بھی دکھایا ہے کمال
استادانہ رنگ میں کہہ کرکے کلام
اس میں عمدہ پیش کئی کی ہیں مثال

ہو جو ''گھر کا نور'' تو جنت ہے حیات
دِل سے غم ہو دور تو جنت ہے حیات
آنکھوں میں ہو نور تو جنت ہے حیات
جیون ہو مبرور تو جنت ہے حیات

مفعولن مفعولن مفعول فعل

''آنکھوں میں باتیں کرنا'' ٹھیک نہیں
اپنوں سے گھاتیں کرنا ٹھیک نہیں
کرتے ہوں گے کم ظرفی کام یہی
نیکوں کا لافیں کرنا ٹھیک نہیں

کندنؔ ''تن دے من لے'' مت وقت گنوا
محنت میں جو ہیں وہ الطاف اٹھا
تیری اس میں ہوگی تعریف بہت
اس میں حاصل بھی ہوگا خوب مزا

''ٹانکے ڈھیلے ہونا'' سہنا نہ کبھی
چاہے پھر نکلے کندنؔ جان تیری
مر مٹنا فوراً عزت پر بھی سدا
ہے ورثے میں حاصل تم کو بھی یہی

''ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جا'' کے خیر منا
بہتر ہے ہر اک سے مت ''ہاتھ بڑھا''
جھگڑے میں کچھ حاصل ہوگا نہ کبھی
الفت سے ظالم کا دِل جیت ذرا

''تم روٹھے ہم چھوٹے'' گھر میں نہ چلے
کندنؔ مل کر کے بھی ہر کام بنے
زندہ رہتی ہے بس وہ قوم سدا
ہر دم مٹھی بن کر جو ساتھ رہے

خدمت سے حرمت ہے بھولے نہ کبھی
محنت میں ثروت ہے بھولے نہ کبھی
خدمت محنت سے تم پیچھے نہ ہٹو
''طاعت میں جنت ہے'' بھولے نہ کبھی

''دم ہی دم میں رکھنا'' عادت نہ بنا
اس سے تو عزت بڑھتی ہے نہ ذرا
ہاں! بدنامی حاصل کرنی ہو اگر
دھوکے حیلے دینا دستور بنا

''ساٹھا پاٹھا بیسی کھیتی'' ہے سدا
جوبن میں آتا ہے جینے کا مزا
بچپن ہے بے فکری کا لمحہ فقط
پیری میں لے بیتی یادوں کا مزا

اچھوں کی اوچھوں سے ہرگز نہ بنے
نیکوں کی دھوکے بازوں سے نہ نبھے
اوچھے کے ہتھے آئے نیک کبھی
''کالے کے کاٹے کا منتر'' نہ ملے

حیثیت اپنی دِکھلا دی ناسمجھ
ذلت پائی جیون بھر کی ناسمجھ
شِو کا گھر ہے تو نے توڑا ناسمجھ
''کالی ہانڈی سر پر رکھ لی ناسمجھ

کندنؔ ہر دکھ سے محتاجی ہے بلا
مجبوری بھی کیا مجبوری ہے سزا
جیون میں جھولی پھیلانی نہ پڑے
''لاچاری پربت سے بھاری ہے'' سوا

کہنے سننے میں آ جانا نہ کبھی
مٹ جاتی ہے انسان کی ساکھ بنی
ایسی عادت سے ہو جو دور ذرا
حاصل ہو اس کو پھر یک گونہ خوشی

''چھاتی پر سِل دھرنا'' آسان نہیں
ہوتا ہے دِل گردے کا کام کہیں
رہتا ہے جب تک دِل میں خار نہاں
کندنؔ ملتا تب تک پھر چین نہیں

"محنت کو راحت ہے" ہر طور یہاں
ملتی ہے بن محنت کے اوج کہاں
بچو! بس بچپن سے عادت یہ رہے
حاصل ہو تم کو اونچا رُتبہ یہاں

کیوں تیرے دل میں تاجر پیار نہیں
"تیور پر بل آنا" درکار نہیں
تاجر حکمت سے لے ہر کام یہاں
کیوں تم میں خاصیت تجار نہیں

مفعولن مفعولن مفعول فعول

بھوکے کو للچا کر دینا نہ فہیم
منگتے کو دھکا کر دینا نہ فہیم
اُس کی خواہش کا تم رکھنا بھی خیال
تم ترسا ترسا کر دینا نہ فہیم

جنّت کی مانند اب چھائی ہے بہار
اپنے جوبن پر اب آئی ہے بہار
گلشن میں ہرسو ہو پھر کیوں نہ خمار
کندنؔ خوش رنگ سے مہکائی ہے بہار

مفعولن مفعول مفاعیلن فع

کلہاڑی پیروں پہ نہ ہرگز مارو
خادم کی خدمت نہ کبھی کندنؔ لو
نوکر ہرگز پار نہ کر پائے گا
''اپنی کرنی پار اُترنی'' ہی ہو

''ملکی کیا جانے ہے پرائے دل کی''
ہر دم گائے میں وہ اپنے دل کی
ہوتا ہے زردار بہت پُرمطلب
کب جانے وہ پیڑ ستائے دل کی

باتوں میں آنا بھی نہ بدذاتوں کی
تہہ تک جانا غیر کی سب باتوں کی
لازم ہے ہر ''بات کا پا جانا'' اب
اُڑ جائے پھر نیند نہ کل راتوں کی

اچھا کہنے کا جو ہنر ہے کندنؔ
اچھے اچھوں کا یہ اثر ہے کندنؔ
اچھے اچھے لوگ یہاں حاضر ہیں
سب کی تم پر خوب نظر ہے کندنؔ

''جامے میں رہنا'' بھی نہ آیا کندنؔ
کیوں اتنا بے ہوش گنوایا کندنؔ
''آنند کے وہ تار بجاتے'' ہر دم
اب تک ہو جس کو نہ بجایا کندنؔ

کندنؔ غیرت چھو نہ گئی ہو جس کو
تم عزّت والا نہ سمجھنا اس کو
تم ہرگز بھی پاس نہ جانا اُس کے
بھولے سے بھی منہ نہ لگانا اس کو

''چہرے کی لینا'' نہ کبھی بچّے تم
بچّو کرنا کام بڑے اچھے تم
تم جھوٹے کے پاس نہ جانا ہرگز
دو سچّوں کا ساتھ بنو سچّے تم

''جامے میں پھولا نہ سمانا'' کندنؔ
ہے کیا کارن کچھ نہ بتانا کندنؔ
مثلِ گلشن خلد کھلے جاتے ہو
ہے لذّتِ خوشی کی نہ ٹھکانا کندنؔ

جو ''ظالم مظلوم نما'' ہوتا ہے
بے دردی سے وار کیا کرتا ہے
وہ کرتا ہے حربہ نہایت پختہ
چوکس رہ کر وار کیا کرتا ہے

طالع خوابیدہ کو جگا دو مولا
بگڑی ہے ''تقدیر بنا دو'' مولا
آیا ہوں بن کر کہ سوالی در پر
میرے طالع اوج پہ لا دو مولا

قدرت کا ہوتا ہے انوکھا بندھن
رہتی ہے اپنی وہ دُھرا پر ہر چھن
اس کا ہوتا ہے نہ بدلنا ممکن
''عادت فطرت ثانیہ'' بھی ہے کندن

اُن کے دھوکے میں نہ کبھی آنا تم
پڑ کے ان کے پیچ نہ پچھتانا تم
''لینے کے دینے نہ پڑیں'' تم کو پھر
''لینے دینے میں'' نہ کبھی آنا تم

جو ''ظالم مظلوم نما'' ہوتا ہے
بے دردی سے وار کیا کرتا ہے
وہ کرتا ہے حربہ نہایت پختہ
چوکس رہ کر وار کیا کرتا ہے

طالع خوابیدہ کو جگا دو مولا
بگڑی ہے ''تقدیر بنا دو'' مولا
آیا ہوں بن کر کہ سوالی در پر
میرے طالع اوج پہ لادو مولا

قدرت کا ہوتا ہے انوکھا بندھن
رہتی ہے اپنی وہ دُھرا پر ہر چھن
اس کا ہوتا ہے نہ بدلنا ممکن
''عادت فطرت ثانیہ'' بھی ہے کندن

اُن کے دھوکے میں نہ کبھی آنا تم
پڑ کے ان کے بیچ نہ پچھتانا تم
''لینے کے دینے نہ پڑیں'' تم کو پھر
''لینے دینے میں'' نہ کبھی آنا تم

''منہ سے بولے اور نہ سر سے کھیلے''
دل ایسے محبوب کو کیسے جھیلے
اب اس کو ''شیشے میں اتاروں'' کیسے
میں نے ہیں ہر طور سے پاپڑ بیلے

''منہ پر آئی ہوئی'' نہیں رُکتی ہے
''سر پر آئی'' ہوئی نہیں ٹلتی ہے
سلجھانے کی لاکھ کرو کوشش تم
دل کی الجھی گانٹھ نہیں کھلتی ہے

پٹ گھونگھٹ کے پھاڑ دیے ہوں جس نے
طعنے دے کر ''باڑھ دیے'' ہوں جس نے
اس سے عزت کی نہ توقع رکھنا
''منہ کے لچھن جھاڑ دیے'' ہوں جس نے

اک ''منہ کالا ذات اُجالا'' دیکھا
نیکوں کے گھر دیپ نرالا دیکھا
اجلے گھر کی ناک بنا ہے رہزن
ہر دم اس کے ہاتھ پیالا دیکھا

ناحق رووے چور پرائے دھن پر
مسک بھی ایسا ہی کرے ہے اکثر
غیروں کے جو مال پہ مارے شیخی
اس کا ہووے حال ہمیشاں بدتر

حکمت سے لو کام نہ قسمت روٹھے
بن تیغ فرہاد نہ ہمت ٹوٹے
ہو نرمی سے کام نہ سختی کیجیے
''لاٹھی ٹوٹے اور نہ باسن پھوٹے''

''شیروں کے ہی شیر سدا ہوتے'' ہیں
گیدڑ کے کب پیر جمے رہتے ہیں
اپنے سائے سے جو بہت ڈرتے ہیں
ان سے کچھ آشا نہ کیا کرتے ہیں

''سوتے فتنے غیر جگا دیتے'' ہیں
الفت میں وہ زہر ملا دیتے ہیں
کیا ہوگا انجام سمجھتے ہیں وہ
یاروں کو وہ خوب لڑا دیتے ہیں

مفعولن مفعول مفاعیلن فاع

جس کا لیتے نام چُبھیں دل میں خار
لعنت بھیجو نام نہ لو اس کا یار
چھیڑو اس کا ذکر کہ دل بھی ہو شاد
لے مولا کا نام ملے تجھ کو سار

''جپ کے برتے پاپ'' نہ کرنا انسان
اس کے ثمرہ سے نہ بنو تم انجان
جب ہو بدتر کام برا ہو انجام
دانا کا ہے قول اسے ہر دم مان

مفعولن مفعولن مفعولن فع

''نظروں نظروں میں کھائے'' ہے ساجن
عاشق کے دل کی بڑھ جائے دھڑکن
اس کی آنکھوں سے جو ٹپکے گرمی
دل کا آنگن بھی بن جائے گلخن

ڈھل جائے گا ترا جوبن جانی
آ لگ سینے سے چھوڑو نادانی
اتراتی ہو کیوں جھوٹے جوبن پر
ہم دم ''کس برتے پر تتا پانی''

دولت کا سب کوئی ساتھی ہووے
بپتا کا کب کوئی ساتھی ہووے
بزدل کا کب ہو ساتھی دنیا میں
طاقت ہو جب کوئی ساتھی ہووے

''زر آئے، سرخی آئے'' چہرے پر
زر جائے زردی چھائے چہرے پر
مت ہو رغبت زر سے جو جیون میں
تو ابدی مستی چھائے چہرے پر

''بگڑے کی تربیت ہو سکتی ہے
ذرّے کی حیثیت ہو سکتی ہے
ہو سکتی ہے گیلی لکڑی سیدھی
بچّے کی تربیَت ہو سکتی ہے

''اپنے سائے سے وحشت ہو'' جس کو
اس سے جیون میں بھی کیا حاصل ہو
اس کی سنگت میں جو بھی بیٹھے گا
بے حد وہمی بن کر اٹھے گا وہ

اپنے ''جامے سے باہر ہونا'' مت
بہتر ہے اپنی عزت کھونا مت
اچھا ہے اس سے اپنے رستے چل
اپنے حق میں بھی کانٹے بونا مت

دل میں جو رنجش ہے وہ ذاتی ہے
''چھاتی ٹھنڈی کرنا'' کچھ باقی ہے
کچھ تو چھاتی ٹھنڈی کی قدرت نے
باقی جو ہے وہ میں نے آنکی ہے

''سوکھے دھانوں پانی پڑنا'' کندن
ہے مولا کا ہی سب کرنا کندن
دکھ میں سکھ دینا اس کو آتا ہے
آساں ہے اس کو دکھ ہرنا کندن

نلوں میں آتا ہے گندا پانی
''کانوں میں تل کر بکتا'' ہے پانی
گندا پانی پی مرتے ہیں کتنے
جیون ہے سستا، مہنگا ہے پانی

کچھ کر لینا کر دینا کندنؔ
جیون کا بس بیتے اس میں ہر چھن
نیکی ہی آئے گی آڑے تیرے
نیکی میں ہی بیتے سارا جیون

مفعولن مفعولن مفعولن فاع

''اپنے سر آفت لیتے'' ہیں جو لوگ
جیون میں کچھ کر جاتے ہیں وہ لوگ
''اپنے سر لینا'' ہر اک مشکل کام
کندنؔ آساں کر لیتے ہیں وہ لوگ

''منہ سے بولو سر سے کھیلو'' من میت
بالم ہوگی قربت سے تن کی جیت
ساون کی رُت ہے ساجن رہنا پاس
کیا! برہن برہا کے گاتی ہے گیت

دل میں جو پالے ہو جینے کی چاہ
''ہم سے کب چل سکتے ہو'' ناپو راہ
چکمے میں تیرے آئیں جاؤ بھول
ہم سے اڑتے ہو، کیوں بھولے ہو راہ

''آنکھوں کے بل چلنا'' ہے خصلت ٹھیک
ہاں! دن کو دن کہنا ہے عادت ٹھیک
جھوٹوں سے سچ کی مت رکھنا امید
جھوٹوں سے ہے کب رکھنا سنگت ٹھیک

رودکی کے دو آہنگوں میں رباعیاں

وزن نمبر

دشمن نہ کبھی بھولے وہ یاد رہے	۷
دل اس کی عداوت سے آباد رہے	۷
آئے نہ اسے موت ہے لینا بدلہ	۹
آنکھوں میں رڑکتا زندہ باد رہے	۷
عالم کی اٹھائے ہے صحبت جو بھی	۱۱
تعلیم و تربیت پائے وہ سبھی	۷
اچھی کہ بری صحبت رکھتی ہے اثر	۷
بہتر ہو اگر صحبت پاؤ گے سبھی	۷
''طوطے کی طرح کندن پڑھتے'' ہو سدا	۷
کچھ سوچ سمجھ کر مکھ کھولو بھی ذرا	۷
مطلب نہ نکلتا ہے باتوں کا تیری	۷
''مارو گھٹنا پھوٹے ہے آنکھ'' سدا	۱۵

''من مار کے رہنا'' ہے بڑا مشکل کام ۱۰
ہوتا ہے اسی راہ کا اچھا انجام ۱۰
ملتی ہے اسی سے روحانی قوت ۱۱
سکھ دکھ سے بہ ہر طور ملے ہے آرام ۱۰

تن پیٹ کہاں رکھ کر آؤں بھگون ۱۱
نکلا دو وقت کا کمانے بھوجن ۱۵
''گھوڑا کب گھاس سے کرے ہے یاری'' ۱۵
بیگار نہ ہوگی سُن میرے ساجن ۱۱

''تقدیر چمکنا'' ہے مولا کے ہاتھ ۱۲
''تقدیر پلٹنا'' ہے مولا کے ہاتھ ۱۲
سچ ہے کہ عمل سے ملتی ہے جنّت ۱۱
کر کام کہ دینا ہے مولا کے ہاتھ ۱۲

''لکھے موسیٰ پڑھے خدا'' ہو نہ روا ۱۳
ستھری ہو صاف ہو بہ تحریر سدا ۱۳
ہو نستعلیق، نسخ پر ہو نہ شکست ۱۴
پڑھنے میں وقت جائے ضائع نہ ذرا ۱۳

'دس انگلی دس چراغ ہیں'' دنیا میں ۱۵
رکھتے روشن دماغ ہیں دنیا میں ۱۵
کوئی ثانی نہیں ملا، ڈھونڈا دہر ۱۶
انساں بس ذی دماغ ہیں دنیا میں ۱۵

کندن! ''چھایا بہت بڑی مایا ہے'' ۱۵
جیون بن آسرا بُری کایا ہے ۱۵
گرمی سردی کیسے بیتے اس کا ۲۳
بنجارہ جانے کیسی کایا ہے ۲۳

دبتے کو سب دباتے ہیں دنیا میں ۱۵
غربا کو سب ستاتے ہیں دنیا میں ۱۵
جھکتی ہے زردار کے آگے دنیا ۲۱
بل ہو سر پر بٹھاتے ہیں دنیا میں ۱۵

راحت سے کام ہو نہ سختی کیجیے ۱۶
رس دیے جو مرے نہ پھر وِش دیجیے ۱۶
داناؤں نے بتائے تم کو جو گُر ۱۵
ہر دم ان پر دھیان کندنؔ دیجیے ۱۶

تیرا ایسا پختہ تریں کام رہے	۱۷
رہتی دنیا تک بھی تیرا نام رہے	۱۷
دنیا کے سامنے رہے بن کے مثال	۱۴
غیروں میں بھی چرچہ تیرا عام رہے	۱۷

ہر دم ہو ''خالی سے بیگار بھلی''	۱۹
دانا نے کچھ بات کہی یار کھری	۱۷
فرصت میں شیطان بھلائی نہ کرے	۱۷
اس کو بھی سوجھے نہ کبھی کار بھلی	۱۷

''پاؤں پھیلا کر سونا چھوڑ ادا	۱۹
احمق جیون میں پالا عیب بُرا	۱۹
کرتے ہیں جو وقت ہمیشاں برباد	۲۲
ان کو کر دیتا ہے پھر وقت فنا	۱۹

''سر کا پیروں پر ہووے بوجھ سدا''	۱۹
اپنا اپنوں کا ڈھووے بوجھ سدا	۱۹
اپنا اپنے کا ہی سمجھتا ہے درد	۱۶
غیروں کا بھاری ہووے بوجھ سدا	۱۹

''چھاتی کرنا'' ہر اک کی بات نہیں ۱۹
مولا سے ملتی ہے ہمت یہ کہیں ۱۹
جتنا دے راہِ حق میں کندنؔ تو ۲۳
بڑھ کر لے گا اُس سے ہر بار کہیں ۱۹

''جگ درشن کا میلا ہے'' عام یہاں ۱۹
مل جل کر ہی کندنؔ ہو کام یہاں ۱۹
ہاتھوں پر رکھ ہاتھ نہ ہو کوئی کام ۲۲
کچھ کرنے دھرنے سے ہو کام یہاں ۱۹

''پنجوں پر چلنے'' میں کچھ شان نہیں ۱۹
کندنؔ اس سے بڑھتی پہچان نہیں ۱۹
آنکھوں پر سب کو نہ بٹھانا ہو اگر ۱۷
جھک کر چلنے میں کچھ نقصان نہیں ۱۹

مولا جھٹ دیتا ہے سزا جھوٹوں کو ۲۱
مولا جھٹ دیتا ہے جزا سچوں کو ۲۱
مولا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں ۱۷
مولا جھٹ دیتا ہے قضا کھوٹوں کو ۲۱

"اپنی کرنی اپنی بھرنی" ہوگی ۲۳
کندنؔ ہردم سوچ کہ کرنی ہوگی ۲۱
کوئی ہرگز ساتھ نہ دے گا تیرا ۲۱
راہِ بد نیکی سے بدلنی ہوگی ۲۱

دانا نے ہے بات بتائی کندنؔ ۲۱
کہنے سے ہو بات پرائی کندن ۲۱
ہوتا ہے دل میں ہردم راز نہاں ۱۹
سب کہتے ہیں، ہے یہ سچائی کندنؔ ۲۱

کیا "اس کے سر پر ٹیکا" ہے کندنؔ ۲۳
ممکن ہے احمق سر کردے فوراً ۲۳
لازم ہے اس میں ہو کرنے کی تڑپ ۱۹
ناممکن ممکن ہوجائے کندنؔ ۲۳

"نفسی نفسی کا دِن" جب آئے گا ۲۳
ہر آدم پر آفت برسائے گا ۲۳
ہوگا بالشت پر چمکتا سورج ۱۵
ہر کوئی اپنی اپنی پائے گا ۲۳

غداروں سے جس نے صحبت جوڑی ۲۳
سمجھو اس نے اپنی قسمت پھوڑی ۲۳
ان کے چنگل سے نہ ملے چھٹکار ۲۱
''اگلے تو اندھا کھائے تو کوڑی'' ۲۳

دانی کے آگے پلّو کرتے ہو ۲۳
کندن ایسی بھیک پہ کیوں مرتے ہو ۲۱
ہمت کر کے کچھ جینا سیکھو تم ۲۳
''بہتی گنگا میں چلّو بھرتے'' ہو ۲۳

''پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا'' مت ۲۳
جیون کا پل پل ہرگز کھونا مت ۲۳
اپنوں کے متروں کے بھی آنا کام ۲۴
ان سب کو کھو کر کے پھر رونا مت ۲۳

جو ''کچّے گھڑے پانی بھرتے'' ہیں ۲۳
وہ ہر مشکل کو آساں کرتے ہیں ۲۳
ہو کتنا ان کے آگے مشکل کام ۲۴
ناممکن کو وہ ممکن کرتے ہیں ۲۳

''جب تک جینا تب تک سینا'' ہوگا ۲۳
کڑوا میٹھا نِس دن پینا ہوگا ۲۳
محنت جب اپنی لائے گی کچھ رنگ ۲۴
تب کندنؔ سکھ سے کچھ جینا ہوگا ۲۳

سب ''جیتے جی کا میلا ہے جیون ۲۳
سب جیتے جی کا ناتا ہے جیون ۲۳
ان میں کندنؔ تب تک رہتا ہے میل ۲۴
جب تک بندھن میں رہتا ہے جیون ۲۳

''چھاتی کا سودا ہے'' ہمت سے لڑ ۲۳
عزت ہو داؤ پر پھر کیسا ڈر ۲۳
جیون میں مرنا ہے تم کو اک بار ۲۴
کندنؔ پھر ہرگز گھٹ گھٹ کر مت مر ۲۳

قسمت سے ملتے ہیں بیٹا بیٹی ۲۳
کھاتے ہیں اپنی قسمت کی روٹی ۲۳
یا ہو کندنؔ جو مولا کو منظور ۲۴
''راجا کی بیٹی قسمت کی ہیٹی'' ۲۳

کیوں کھوئے کھوئے رہتے ہو کندنؔ ۲۳
ہے جو دل میں کہہ دو اس کو فوراً ۲۳
کیوں پوچھو چہرہ پڑھ لو میرے میت ۲۴
چہرہ بھی ہوتا ہے دل کا درپن ۲۳

''کیا دِن تھے'' طالب علمی کے کندنؔ ۲۳
آفت ڈھاتا ہے ماضی کا ہر چھن ۲۳
کھو جاتا ہوں ان کے تصوّر میں جب ۲۱
تو رو پڑتا ہوں میں اُس دم فوراً ۲۳

''اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں'' جو ۲۳
اوروں کے حق میں ان سے کب کچھ ہو ۲۳
ایسے لوگوں سے جو چاہے امیّد ۲۴
وہ مورکھ سے بھی بڑھ کر مورکھ ہو ۲۳

''راجا کیا جانے بھوکے کی سار'' ۲۴
جس تن لاگے بس وہ تن جانے یار ۲۴
یا اُن راہوں سے گزرا ہوجانے ۲۳
''اندھے سے پوچھو تم آنکھوں کا سار'' ۲۴

خوش بختی جو گھر میں آئی ہے آج ۲۴
اک رونق آنگن میں چھائی ہے آج ۲۴
جنّت سے مژدہ یہ لائی ہے صبا ۱۹
بیٹے کے "گھر لچھمی آئی" ہے آج ۲۴

"نکٹے کا کھائے اوچھے کا مت کھائے" ۲۴
بے غیرت کا کھائے عزّت رہ جائے ۲۴
"منہ میں روٹی سر پر جوتی" سے بچو ۱۹
کم ظرفوں کا کھائے تو عزّت جائے ۲۴

کوشش کوئی بھی چاہے لاکھ کرے ۱۹
کندنؔ نہ خوشامد سے کچھ کام بنے ۷
"لے دے کر ہوتا ہے" ہر کام یہاں ۱۹
"گڑ کہنے سے بھی منہ میٹھا نہ بنے" ۱۹

رودکی کے تین آہنگوں میں رباعیاں

ایسی ہے کہاں جڑ نہ بنے جس کی دوا ۵
وہ لفظ کہاں ذکر نہ منتر میں ہوا ۵
ہوتا ہے مفید ہر بشر بھی کندن ۳
افسوس کمی رہی ہے پرکھا کی سدا ۱

برسات عذاب بن کے برسی اس بار ۴
برسات نہ بر کے ساتھ بیتی اس بار ۴
جیسے ماہی تڑپے پانی کے بغیر ۲۰
برسات میں یوں برہن تڑپی اس بار ۱۲

مجرم نے حکومت اب سنبھالی ہے ۱۱
اس قوم کا تو پھر مولا والی ہے ۱۱
ہے وقت یہی جاگ جوانانِ ہند ۱۰
"دلّی سے چھچھڑوں کی رکھوالی" ہے ۲۳

بس بو کے آتا ہے جاتا ہے جہاں	۱۹
جھگڑے کی جڑ ہے تو بدی کا ہے نشاں	۱۷
آدم بن چھوڑ یہ خرافات فساد	۱۸
مانگے تم سے آکر شیطان اماں	۱۹

"جوتی پر روٹی رکھ کر دیتا" ہے	۲۳
منگتے کی سرد آہ کیوں لیتا ہے	۱۵
دانی! کر خیرات اگر دل ہے تو	۲۱
دے جیسے دل کھول خدا دیتا ہے	۲۱

ہر جی میں سمجھے جو اپنی سی جان	۲۴
ہر عورت کو بھی دے ماں کا سمّان	۲۴
سمجھے جو زرِ غیر کو مٹی ہے فقط	۱۷
ہوتا ہے وہ شخص نہایت وِدوان	۲۲

"جوتے بل تو پائے پھل" ہے یہ اٹل	۱۹
لازم ہے تم پر ہو بس نیک عمل	۱۹
کوشش ہمت سے حاصل ہو جو کام	۲۴
اس کا کندن پاؤ گے میٹھا پھل	۲۳

احمق نے اک دن دانا سے یہ کہا ۱۹
تم عاقل ہو مجھے بتاؤ یہ ذرا ۱۳
اندھے کو دِن رات برابر ہے کیا ۲۱
ہاں! ''احمق احمق ہی ہوتا ہے سدا'' ۱۹

احمق ہردم خود رہتا ہے پامال ۲۴
اوروں کا جینا بھی کرتا ہے محال ۲۰
''بلّی بھی گرتی ہے پنجوں کے بل'' ۲۳
دانا اپنے سکھ کا رکھتا ہے خیال ۲۰

''دیوانی دیوانہ بنا دیتی ہے'' ۲۱
ہر نوع پریشانی بڑھا دیتی ہے ۹
بے حد دولت وقت کرے ہے برباد ۲۲
آدم کو بیکار بنا دیتی ہے ۲۱

''چادر سے پاؤں باہر پھیلانا'' ۲۳
کندن ہو ہمت سے باہر جانا ۲۳
بہتر ہے انسان نہ کرے ایسا کام ۲۲
جیون میں کل پڑے نہ پھر پچھتانا ۱۵

''رو میں آئے تو آنے دو'' کندن ۲۳
سوچو تب جب لگتا ہو اس میں دھن ۲۳
ہو دینے لینے والے کی بھی شان ۲۴
پھر ٹھوک بجا کر کے مت لو کندن ۱۱

''جن کا بیڑا ان کا کھیڑا'' ہے یار ۲۴
کمزور یہاں وہاں اکیلا ہے زار ۴
اس کی کوئی بھی نہ سنے بات کہیں ۱۷
اس کا تو الگ تھلگ بسیرا ہے یار ۴

''دیدوں سے کاجل کر چرانے'' والو ۲۱
یوں آنکھوں میں دھول اُڑانے والو ۲۱
دیکھو تم پچھتاؤ گے اک دن خوب ۲۴
اوچھی عادت پر اترانے والو ۲۳

''جادو وہ جو سر چڑھ بولے'' کندن ۲۳
جس کو سن کر بھی قائل ہو دشمن ۲۳
وہ بھی کیا تدبیر نہ ہو جو منصور ۲۲
منزل میں کچھ فکر نہ ڈر ہو رہزن ۲۱

رودکی کے چار آہنگوں میں رباعیاں

کندن "اپنی آگ میں جلتے" کیوں ہو	۲۱
ہر ایک کو خوش دیکھ تڑپتے کیوں ہو	۹
تم ہر فرد و بشر پہ دیتے تھے جان	۱۶
غصے رشک و حسد میں پھکتے کیوں ہو	۱۵

بن سیوہ میوہ نہ ملے گا کندن	۲۱
تم کو بھی تڑپنا ہی پڑے گا ہر چھن	۹
جیون کا لطف ہے اسی میں مدفن	۱۵
"پُر سیوہ نرسیوہ" میں دے جیون	۲۳

داتا کے دینے کے کندن سو ہات	۲۴
جب آئے دینے پہ کرے تب برسات	۲۲
اس کا بھنڈار تو ختم ہو نہ کبھی	۱۳
اس کے بھنڈار کی نہ پوچھو تم بات	۱۶

علاّمہ سحر عشق آبادی

کے بارہ آہنگ جن میں پہلے مفعول سے شروع ہونے والے چھ آہنگوں میں رباعیاں

مفعول مفاعلن مفاعلن فعل

''دو ٹوک جواب دے دیا'' سہی کیا
دھوکہ نہ فریب کچھ کیا سہی کیا
وہ یار سمجھ کہ صاف صاف جو کہے
اس نے نہ کبھی برا کیا سہی کیا

''منہ چوم کے چھوڑ دے'' نہ بھولنا اسے
موقع پہ نہ چھوڑنا وہ جب کبھی ملے
اس طور سکھا کہ چھوڑنا اسے سبق
وہ کام نکال کر نہ دھتہ دے سکے

مفعول مفاعلن مفاعلن فعول

''کچھ ہے'' کہ عدو جو ہوشیار ہیں حضور
دانستہ کیا نہ ہو غلط کہیں فتور
کیوں گوشہ نشیں ہیں، گیا کہاں غرور
ملتے تھے بڑے تپاک سے کبھی حضور

سب کا تو نصیر ہے، ہے سب کا تو حبیب
کرتی ہے جو خلق کام اس کا ہے حسیب
مرضی سے کرے کرم ہے اس کی کیا مجال
کیوں کوئی ہے خوش نصیب، کوئی بدنصیب

مفعول مفاعیل مفاعلن فعل

مستی سے گزاری ہے جو زندگی ملی
رو رو کہ بتائی ہے نہ زندگی کبھی
بچپن بھی گیا اور جوانی بھی گئی
کیا خوب بڑھاپے کی ہے زندگی ابھی

''کیا خاک رہا'' کھیل بگڑ گیا میاں
دولت نہ رہی عزت مٹی مٹا نشاں
کل سیس جھکاتے تھے جو پیر پر تیرے
ہے سیس ترا پیر پہ ان کے اب میاں

مفعول مفاعیل مفاعلن فعول

''کیا بات رہی'' یاد رہے سدا حضور
''کیا سر پہ بنی'' یاد رہے سدا حضور
لینا ہے اگر بدلہ رہو سدا تیار
ہے بات بڑی یاد رہے سدا حضور

مفعول مفاعیلن فاعلن فعل

افسوس نہایت افسوس ہے یہی
صحبت نہ رہی دانا کی مجھے کبھی
جو کچھ بھی ملا ورثے میں ملا مجھے
دینے کو فقط میرے پاس ہے یہی

''ٹک جیے امر ہوئے'' زندگی نہیں
کچھ کر کے مرے تو ہو زندگی کہیں
جینے کا بناؤ دستور تم یہی
گر کچھ نہ کیا تو پھر زندگی نہیں

میں ''خوب سمجھتا ہوں'' چال کو تری
میں اور سمجھتا ہوں آل کو تری
شیخی نہ جتا اس میں عزّ ہے تری
میں خوب سمجھتا ہوں حال کو تری

لینا ہے اگر تم نے دائمی مزا
نیّت نہ بھٹکنے پائے کبھی ذرا
مضبوط ارادے سے تم ڈٹے رہو
مٹنے نہ کبھی پائے سرمدی مزا

''کیا خوب سمجھتے ہیں'' ہے خبر ہمیں
''کس بات پہ بھولے ہیں'' ہے خبر ہمیں
عاقل نہ کبھی کرتے ہیں بحث غلَط
کم ظرف اچھلتے ہیں ہے خبر ہمیں

مفعول مفاعیلن فاعلن فعول

''جامے سے نکل پڑنا'' ہے کہاں کمال
اس کا نہ کبھی نکلے نیک بھی مآل
ذلت وہ اٹھاتا ہے ہوتا ہے ذلیل
کرتا ہے سدا ایسے کوئی جو مقال

علّامہ سحر عشق آبادی کی مفعولن والی رباعیاں

مفعولن فاعلن مفاعلن فعل

''تن من میں جان آ گئی'' صنم ابھی
رونق اس دل پہ چھا گئی صنم ابھی
مولا کا ہے کرم کہ آپ کی دعا
مردے میں جان آ گئی صنم ابھی

گھر ہوتا ہے فقیر کا بڑا بہت
ایمان رکھتا خدا پہ ہے کڑا بہت
پائے ہر چیز بھی یہاں وہ بے بہا
آجائے موج پر کرے بھلا بہت

کیسے ہوتا گلہ یہ لب سِلے رہے
دن ہو یا رات کام میں گھرے رہے
قسمت میں رزق چین کا نہ تھا لکھا
''کولہو کے بیل کی طرح'' پلے رہے

دیکھی ہے بارہا تری یہی ادا
''بل بھرنا'' تو کہیں پہ اور جا دکھا
ٹوٹے ہیں دودھ کے نہ دانت بھی ابھی
تیرے من میں ہے کیا ہمیں لگے پتا

''کم کھائے غم نہ کھائے'' آدمی ذرا
جینے کا ہو طریقہ بس یہی روا
غم کھانے سے بچے نہ آدمی کبھی
کم کھانے سے کبھی نہ آدمی مرا

''گردن پر وہ سوار ہے'' بری طرح
لڑنے کو وہ تیار ہے بری طرح
چھینا ہے چین سودخور نے بہت
چھینا کندنؔ قرار ہے بری طرح

ہوتا ہے اعتقاد کا بڑا اثر
مانو تو ایشور نہیں تو ہے پتھر
دیکھو تم چشم باطنی سے گر اسے
آئے گا وہ تمھیں پتھر میں بھی نظر

کرتا آوارگی ہے رات دن کہیں
''کل کل کرنے'' پہ ہے اسے سدا یقیں
ہو اس سے کچھ بھلا نہ رکھ تو آس بھی
''کوڑی کے کام کا'' وہ اب رہا نہیں

اپنے جب ساتھ چھوڑ کر گئے میاں
آیا تھا وقت وہ نکل گیا سماں
بیگانے کام آئے وقت پر سدا
''کہنے کو بات رہ گئی'' فقط میاں

''گھٹنوں جل تیرنا'' شناوری نہیں
لاغر کو چھیڑنا بہادری نہیں
اپنے بل کودنا تو ہے دلاوری
غیروں بل کودنا دلاوری نہیں

مفعولن فاعلن مفاعلن فعول
''تن من دھن وارنا'' نہ جانے ہے فضول
ایسی قربانی ہو خدا کے ہاں قبول
دل میں ہے اور کچھ کروں ابھی نثار
ہو وہ قرباں جسے خدا کرے قبول

مفعولن مفعول مفاعلن فعل

'تارے گن کر' رات نہ کاٹنا صنم
پیارے پیارے خواب بھی دیکھنا صنم
کامل رہنا عہد پہ تم سدا محبّ
دم بھر کو بھی عہد نہ بھولنا صنم

''ڈوری ڈھیلی رکھ'' نہ نژاد کی ذرا
اپنا بھی ہو اور نژاد کا بھلا
جیون میں رہنا ہے اگر تمھیں سکھی
ہردم رکھ آنکھوں میں نژاد کو بجا

''کل کس نے دیکھی ہے'' نہیں پتا مجھے
جو کل کرنا ہے نہ تو ٹال اب اسے
کرنا ہے جو آج تو کر اسے ابھی
چھوڑا جس نے کل پہ نہ کر سکا اسے

مفعولن مفعول مفاعلن فعول

''بوڑھی گھوڑی لال لگام'' کو نہار
کس کے ہاتھوں کا ہے کمال کا سنوار
ایسا گبرو پر نہ دِکھائی دے نکھار
چہرے پر مصنوع ٹپکتی ہے بہار

''گُھیا میں گُڑ پھوڑ'' نہ پاؤ کے حضور
کیسے تم بدکار چھپاؤ گے حضور
ناممکن ہے راز پہ ڈالنا نقاب
جب بولے کا خون بتاؤ گے حضور

مفعولن مفعولن فاعلن فعل

''سر پر آرے چلتے'' رات دن رہے
دشمن ہنستے گاتے رات دن رہے
مشفق من کا بھی تانتا لگا رہا
چارہ سازی کرتے رات دن رہے

''ظاہر اچھا باطن جو رکھے بُرا''
پاؤ گے اچھا اس سے نہ کچھ صِلا
رکھنا ایسے سے ملّت نہ تم کبھی
رہتا ہے اکثر وہ بربدی تلا

ساجن پر آ مرتے کیوں نہیں صنم
سینے سے آ لگتے کیوں نہیں صنم
وعدوں پر عاشق جلتا رہے سدا
وعدہ ایفا کرتے کیوں نہیں صنم

غیبت کرنے کی عادت نہ ہو بھلی
اچھے انساں سے ہوتی نہیں بدی
نیکی میں وہ پاتا ہے بجا مزا
نیکی کرنے میں اس کو ملے خوشی

''کل کے جوگی کندھے پر جٹا'' بجی
اس میں دانش کی صورت نہ اک دکھی
عزّت ہو جب دیکھا ہو اگر زماں
درویشی صورت سے کب قدر ملی

ستّر کی تیری ہے اب عمر میاں
''کوّے کھائے'' ہیں تم نے بڑے میاں
کرتے ہو جادو کا شانہ کیا کہیں
پیری میں ہیں کالے بال سب میاں

''کھاتے پیتے لاتیں مارتے'' نہیں
مولا کی مرضی پر ہو سدا یقیں
قسمت پر شک بھی خوش حال میں نہ ہو
مولا کی ناشکری ہو نہ پھر کہیں

'گودوں دے کر' پڑھنے کا نہیں زماں
ایسے ملتے ہیں استاد اب کہاں
اچھی پانی ہے تعلیم گر تمہیں
اچھے سے اچھے استاد ہیں یہاں

مفعولن مفعولن فاعلن فعول
بے مطلب ہوکر رہنا صنم ہمیش
تم وعدہ ایفا کرنا صنم ہمیش
وعدہ شکنی ہیں اہل غرض انیک
وعدہ پر قائم رہنا صنم ہمیش

'شورے کی تپلی' پر ہے عجب نکھار
شرماتی ہے اس کو دیکھ کر بہار
آیا اس کو کوئی بھی نہیں پسند
ہر دم کرتی ہے وہ دل کے دل فگار

''من اٹکاتن جھٹکا'' ہے عجب کمال
جو بن گیا ہے جیسے دودھ کا ابال
جس نے اس کا رکھا وقت پر خیال
پیری اس کی گذری ہر طرح نہال

زارعلامی کے اٹھارہ آہنگوں میں رباعیاں جو فاعلن سے شروع ہوتی ہیں

فاعلن مفاعلن مفاعیل فعل

گوش ہوش سے سنو تو کچھ بات بنے
'بات گانٹھ میں رکھو' تو کچھ بات بنے
بات آئے پر نہ چوکنے پائے کبھی
''وقت آئے پر کہو'' تو کچھ بات بنے

''رزق ہے نہ موت'' پھر ملے چین کہاں
دن کہیں پہ تو کٹے یہ پھر رین کہاں
آج تک ملا مجھے نہ مزدور سکھی
در بدر ہیں ٹھوکریں ملے دین کہاں

کس زبان سے بیان ہو شانِ خدا
ظرف ہے کہاں کرے بیاں آن خدا
ہر طرف خدا کا نور بکھرا ہے پڑا
دیکھ کر نہ ہوسکے بیاں شان خدا

''بات بات پر چھری کٹاری نہ دِکھا''
عزّ ہے اسی میں تیری اوقات بچا
بڑھ کے ہیں زمانہ میں غضبناک بہت
تیز ہیں یہاں بھی ایک سے ایک سوا

اپنے ظرف کو گہن لگانا نہ کبھی
ناتجربہ کاری بھی دِکھانا نہ کبھی
آن بان بھی رہے فراست بھی تری
''آفتاب کو دِیا دِکھانا نہ کبھی

بس 'زبان دیکھنا' کہ ٹوٹے نہ کہیں
یار غار دیکھنا کہ روٹھے نہ کہیں
لاکھ کوششوں سے بھی نہ جُڑتی ہے زبان
پڑ گئی جو دل میں گانٹھ چھوٹے نہ کہیں

اپنے ظرف کو گہن لگانا نہ کبھی
نہ تجربہ کاری بھی دِکھانا نہ کبھی
آن بان بھی رہے فراست بھی تری
''آفتاب کو دِیا دِکھانا'' نہ کبھی

فاعلن مفاعلن مفاعیل فعول

'اپنے منہ میاں مٹھو' نہ دیتا ہے شعار
فن شناس ہو ہے ترا ان میں بھی وقار
علم فن میں مستند جو چھوڑے ہیں ثبوت
فیض یاب ہوں گے فن سے اب خواستگار

فاعلن مفاعلن مفاعیلن فع

جوٗ زمین آسمان چھانے' کندن
کامیاب سرخرو بھی ہوگا حکماً
رائیگاں کبھی نہ جائے محنت اس کی
آبرو یقین سے وہ پانے کندن

کیا عجیب وقت تھا مرے بچپن کا
لمحہ لمحہ یاد ہے ارے بچپن کا
اور پھر شباب بھی ہے بیتا کھِل کر
اب لگا ہے سولہواں پرے پچپن کا

''روز روز کی دوا غذا ہوتی ہے''
بے اثر ہمیشہ وہ دوا ہوتی ہے
دل دماغ مطمئن تو ہو کھانے سے
دائمی مریض کو بلا ہوتی ہے

''زندگی حباب ہے'' بتا نیکی سے
نام تو بہ ہر طرح کما نیکی سے
نیک نام کل فقط رہے گا پیچھے
یاد وہ کیا بھی جائے گا نیکی سے

''ساکھ لاکھ سے کہیں اچھی ہوتی ہے''
بات وہ اچھی کہ جو کھری ہوتی ہے
جھوٹ سے حذر حذر کرو ہر دم تم
جھوٹ سے تو دوست کرکری ہوتی ہے

''نقش آب ہے'' یہ کائنات ہستی
اک سراب ہے یہ کائنات ہستی
در نقاب ہے یہ کائنات ہستی
بے حساب ہے یہ کائنات ہستی

لیا حیات ہے یہ کائنات دنیا
بے ثبات ہے یہ کائنات دنیا
''واقعات غیرمشتبہ'' کہتے ہیں
واقعات ہیں یہ کائنات دنیا

''عرش پر وہ جھولتے رہے'' ہیں برسوں
ملک کو بھی لوٹتے رہے ہیں برسوں
آئے بھی نہ کام وہ کبھی اپنوں کے
وہ فخر سے جھومتے رہے ہیں برسوں

فاعلن مفاعلن مفاعیلن فاع

یاد عاقلوں کی رکھ یہ فرمودہ بات
''دور تک پہنچنا'' ہے بے ہودہ بات
دور کی سُنانے میں نہیں رہتی آن
اور تم کبھی کرو نہ آزردہ بات

فاعلن مفاعیل مفاعیل فعل

تم زبان دینا نہ غلط یار کبھی
عمر بھر رہے گی نہ کبھی ساکھ تیری
عہد جب کرو یار نبھاؤ بھی اسے
استوار ہوں عہد تیرے یار سبھی

فاعلن مفاعیل مفاعیل فعول

''سیر کو سوا سیر'' ہے موجود ہمیش
ناتواں کی امداد ہے معبود ہمیش
تم سدا عداوت سے رہو دور دراز
آشتی سے ہو بیر ہے بے سود ہمیش

فاعلن مفاعیل مفاعیلن فع

''سر جھکا کہ جینا'' بھی نہ آیا تم کو
''سر اٹھا کہ جینا'' بھی نہ آیا تم کو
جھانک دل میں کیوں کام کیا ہے ایسا
بے حیا کہ رونا بھی آیا تم کو

یاد ہے مجھے ''آنکھ پلٹنا'' تیرا
شرم سے جھکا یاد ہے چہرہ ترا
بھول پاؤ گی تم نہ کبھی اس غم کو
غیر کی طرح ''آنکھ بدلنا'' تیرا

اب کرو کسی کی نہ برائی کندنؔ
اب سنو کسی کی نہ برائی کندنؔ
ہر کسی میں دیکھو بھی اچھائی کندنؔ
اب پچھو کسی کی نہ برائی کندنؔ

''آگ جاگ اٹھنا'' بھی کڑی آفت ہے
عشق راس آئے تو بڑی راحت ہے
دشمنی بڑھائے ہے کبھی چاہت بھی
اس کی ہرادا میں بھی نئی لذّت ہے

'جان جائے پر آن نہ جائے' کندنؔ
بھولنا نہ اس کو ہے یہ ورثے کا دھن
عمر بھر گنوانا نہ کبھی اس کو تم
تاحیات اس کو ہے نبھانا کندنؔ

انکساری سے راہ نئی بنتی ہے
التماس نفرت کے اثر کھوتی ہے
چاپلوسی سے کام نکلتے ہیں سب
عاجزی خدا کو بھی اچھی لگتی ہے

روز روز مرنا نہ پڑے جیون میں
زار زار رونا نہ پڑے جیون میں
کام ہوں سدا نیک تیرے جیون میں
''آب آب ہونا'' نہ پڑے جیون میں

فاعلن مفاعیل مفاعیلن فاع
زہر گھولنا چھوڑ نہ کر اس پر ناز
ہے بہت بڑی بات تو آ اس سے باز
آشتی کی باتوں سے ملے عزّت خوب
اور نیک باتوں پر کرو ہر دم ناز

فاعلن مفاعیلن مفعول فعل

''بات ڈھال کے کہنا'' ہے وصف صنم
خوش ادا سے اٹھلانا ہے وصف صنم
جان کئی ادا سے لے محبوب مزا
دم بدم جفا کرنا ہے وصف صنم

''غصّہ ناک پر رکھنا'' عادت نہ بنا
غصّے میں نہ ہرگز اپنا خون جلا
مسکرانا ہو کندنؔ عادت میں تری
ہنسنا کئی روگوں کی اک ہے دوا

فاعلن مفاعیلن مفعول فعول

آنکھ ناک ابرن یوں سجنا ہے کمال
مثل اور ایسی اک ملنا ہے محال
ہے گھڑا صنم کو مرے خوب کریم
''کوٹ کوٹ کر موتی بھرنا'' ہے کمال

''ہونٹ چاٹنے سے بجھتی ہے نہ پیاس''
دیکھنے پہ گڑ منہ میں آئے نہ مٹھاس
اس گھڑی ہی کندنؔ ہوگا چین نصیب
ہو مدد مکمل دل سے جائے ہر اس

فاعلن مفاعیلن مفعولن فع

''آدھا سیر آٹے سے لگ'' جانا تو
نیک ترکمائی کی ہو اس میں بُو
کام میں نظر آئے ورثے کی خُو
مثل مہر جیون کو چمکانا تُو

اس قدر تمہارا آدھا کردینا
ہر طرح تمہیں آشفتا کردینا
چین سے نہ جی پاؤ گے تم دوپل
خوب عمر بھر کا سودا کردینا

''بات گول کرنا'' ہو خصلت جس کی
کون پھر کرے گا بھی عزّت اس کی
صاف دل کے ہوں کندن صدہا حالی
کینہ کش بنے جو، ہو خجلت اس کی

کچھ نہیں کیا جس نے بھی جیون میں
بس برا کیا سب اس نے جیون میں
زندگی گذاری بے مطلب ساری
اور خوب پچھتایا بھی جیوں میں

سر غرور کا ہوگا نیچا کندنؔ
پائے گا سزا کرموں کی وہ حکماً
عرش پر ابھی اڑتا ہے اڑنے دو
فرش پر جھکے گی بھی اس کی گردن

''غصہ تھوک دینا'' ہے اچھی عادت
دور رہ کہ اس سے ملتی ہے راحت
مبتلا رہے جو بھی اس میں دائم
پھر رہے نہ اس کو دشمن کی حاجت

ہاتھ کا دیا آڑے آدے کندنؔ
ہاتھ کا دیا سکھ دے پائے کندنؔ
روکتا مصیبت کو ہے آنے سے
راہ نیک پر بھی لے جائے کندنؔ

فاعلن مفاعیلن مفعولن فاع

''آفتاب محشر'' ہیں جلوہ افروز
بزم نیم ننگی سجتی ہیں ہر روز
اہل غرب ہوں یا کے ہوں شرقی لوگ
مشرقی تمدن کو توڑیں ہیں روز

''تین میں نہ تیرہ میں'' کی ہو اوقات
پوچھتے نہیں ہرگز ہم اس کی ذات
بھول کر نہ دیتے ہیں ہم اس کا ساتھ
چین سے بتاتے ہیں بسر و اوقات

غیب کی خبر جانے جو بھی انسان
بس سمجھ اسے مولا کا ہے وردان
لے جنم کبھی صدیوں میں ایسا شخص
بار بار کب آئے ایسا انسان

جان مار کر کندن کرنا ہر کام
کام کا بھی پھر ہوگا اچھا انجام
ہر بشر کرے گا پھر تیری تعریف
ہر طرف بھی گونجے گا پھر تیرا نام

فاعلن مفاعلن مفاعلن فعل
''آنکھ سے نہ دیکھنا'' کیسے ترا صنم
تیغ آبرو سے تم کرو نہ سر قلم
زندگی کا خط اٹھانا ہے تو لگ گلے
عمر کو گذار دیں اسی طرح ہم

''آگ پھینکنا'' نہیں مجاہدی کبھی
عزّ لوٹنا نہیں مجاہدی کبھی
ہو شہید راہ حق تو ہے مجاہدی
مہر لوٹنا نہیں مجاہدی کبھی

''آنکھ سامنے نہ کرنا'' ہے تیری ادا
اس ادا نے کردیا مجھے بہت فدا
ہوش میں رہا نہیں قرار بھی گیا
اے بت نہ آشنا ہے کیامری خطا

''آنکھ میں سما گیا'' ہے اجنبی ابھی
دل مرا چرا گیا ہے اجنبی ابھی
تار دل کو چھیڑ کر چلاگیا صنم
آس وہ بندھا گیا ہے اجنبی ابھی

''چال سے نہ چوکنا'' کمال ہے ترا
شاطرانہ عیب لا زوال ہے تیرا
ہر گھڑی شرارتیں ہیں سوجھتی تمہیں
کچھ ذرا یہ سوچ کیا مآل ہے ترا

دل دماغ میں ہے سُر رباب میں نہیں ہے
ہے مزہ شباب میں شراب میں نہیں
کیوں گناہ کر رہے ہو رات دن بتا
کیف ہے ثواب میں عذاب میں نہیں

''خاک چھانتا'' رہا جو در بدر کبھی
اہل کار بن گیا وہ فرم کا کسی
بھول بھال سب گیا ہے عاجزی ادا
''عرش پر دماغ ہے'' حضور کا ابھی

''بات میں کلام ہو'' وہ بات کچھ نہیں
بات کا اثر تو ہو کہ آئے کچھ یقین
بات ذہن میں جو ہو رہے وہ بر زباں
شک کہ اعتراض ہو نہ بات میں کہیں

فاعلن مفاعلن مفاعلن فعول

عمر یوں گذار کر نہ آخرت بگار
عمر کو بناکے پھول عاقبت سنوار
زندگی ملی تجھے یہ چار دن ادھار
نیکنامی سے گذار معرفت نکھار

''کھول کھیسہ کھا ہریسہ'' زندگی گذار
شرط ہے مگر نفیسہ زندگی گذار
ہر کسی سے تو جلیسہ زندگی گذار
بیٹھ کر دروں کلیسہ زندگی گذار

فاعلن مفاعیل مفاعلن فعل

''سوت چون کی بھی نہ لگے بھلی کبھی''
سیج کی مکھی بھی نہ لگے اچھی کبھی
ہو دخل نہ خلوت کو پسند بھی ذرا
باپ کی بھی شرکت نہ لگے بھلی کبھی

''آبرو ترے ہاتھ ہے'' اے خدا مرے
آبرو[1] بچے خواہ نہ آبرو بچے
فیض یاب ہوں خواہ نہ فیض یاب ہوں
عدل کا تقاضہ ہے نہ دیر کچھ لگے

حسن خیز دیکھی ہے نہ ہند سی زمیں
ہر جگہ اگلتی ہے یہ گل جبیں حسیں
دیکھ کر کہ حوران بہشت بھی انہیں
رشک سے لجا کر کے تڑپتی ہیں وہیں

---

[1] اس رباعی میں صنعت ردالعجز علی الصدر کی ایک قسم پائی جاتی ہے۔

فاعلن مفاعیل مفاعلن فعول

جان کی طرح رکھ بھی تو کام کو عزیز
پھر طعام حاصل بھی ہو شام کو لذیذ
کوئی کام میں نقص نکال بھی نہ پائے
بس تجھے اسی طور بھی کام ہو عزیز

فاعلن مفاعیلن فاعلن فعل

"آبرو[1] کا پیاسا" پائے نہ آبرو
سرخرو نہ ہوگا ہوگا نہ سرخرور
بوئے گا جو جیسا پائے گا ہوبہو
خاک رو وہ ہوگا ہوگا وہ خاک رو

"آبرو بڑی دولت ہے" بچا اسے
بیش قیمتی ہے تو مت گنوا اسے
"آبرو کے پیاسے" پھرتے ہیں ہرطرف
بد نگاہ سے ہر دم تو بچا اسے

شان سے ہیں کہتے "آزاد ہوگئے"
بولتے نہیں ہم برباد ہوگئے
عزّ بھی گئی دولت بھی نہ کچھ رہی
ڈینگ مارتے ہیں فرہاد ہوگئے

---

[1] صنعت رد العجز علی الصدر کی ایک قسم رباعی کے پہلے دونوں مصرعوں میں پائی جاتی ہے۔

''آڑ توڑ کر'' ساجن آ گلے لگو
توڑتاڑ کر بندھن آ گلے لگو
زور پر جوانی ہے آ گلے لگو
دیر کس لیے کندن آ گلے لگو

اک گھڑی بھی اپنی کب چین سے کٹی
''ایڑیاں رگڑتے'' بیتے ہے زندگی
اے خدا ہماری اب آس تجھ سے ہے
ہے ابھی اندھیرا ہو روشنی کبھی

پیار اقربا کا حاصل نہیں ابھی
یار غار کی اب الفت نہیں رہی
روٹھ راٹھ مجھ سے قسمت گئی کہاں
''ہاتھ کی لکریں اب مٹ گئی'' سبھی

یاد آ رہی ہیں ماضی کی فرقتیں
ہوں شباب یا کے بچپن کی حسرتیں
پر نہ بھول پاؤں گا لطف وہ کبھی
عمر بھر جو اکثر لوٹی ہیں عشرتیں

''بات باندھنا'' ہو اچھی کہاں ادا
اس گناہ کی ملتی ہے بڑی سزا
آبرو بھی ماشے بھر کی نہیں رہے
سر جھکا کے جینے کا ہے کہاں مزا

سن فقط مری تو فریاد اب صنم
گھر نہ کر تو اپنا برباد اب صنم
گر تجھے ستائے کل یاد بھی مری
بھول کر نہ کرنا تو یاد اب صنم

لاعلاج بیماری بن گئی مری
اب ذرا سکت ہلنے کی نہیں رہی
دو گھڑی بھی جینا دشوار ہوگیا
''پیٹھ چار پائی سے لگ'' گئی مری

''خاک چھانتا'' پھرتا ہے نگر نگر
چین بھی نہ پایا دم بھر کہیں مگر
ہوگیا تباہ و برباد اس قدر
بے نقاط سنتا ہے وہ اِدھر اُدھر

جھوٹ بولتا ہے وہ بات بات پر
''خاک پھانکتا ہے'' اب وہ ڈگر ڈگر
جاگتا وہ رہتا ہے رات رات بھر
تنگ آگیا ہے اس سے بشر بشر

''دن گئے'' کہ بچپن اب خواب ہوگیا
یاد میں انہی کے جی طاب ہوگیا
دن شباب کے بیتے ہیں طرب فضا
کیوں کہوں بڑھاپا ''بے آب ہوگیا''

زار زار روتی زیور کو توڑ کر
شور قہر پھیلا شوہر کی موت پر
سر پٹک کے سینے کو پیٹ پھوڑ کر
آسماں اٹھاکر روتی وہ سر بسر

نقطہ اور شوشہ کا فرق ہے ذرا
پر ''خدا'' کو کندن اس نے ''جدا'' کیا
ٹوٹ ہی پڑو گے کھانے بری طرح
آپ کو اگر ''تم'' سے ''یم'' بنادیا

''کس حساب میں ہے'' معلوم ہے ہمیں
کیوں نقاب میں ہے معلوم ہے ہمیں
انجمن کسی میں وہ بیٹھتے ہیں
جس عذاب میں ہے معلوم ہے ہمیں

کیا ''للو پتو کی خصلت'' گئی نہیں
''آگ پھانکنے'' کی عادت گئی نہیں
کیوں کیا نہ نیکی کے کام کا دھیاں
کیا جزا کی کندن حاجت رہی نہیں

فاعلن مفاعیلن فاعلن فعول

لد گیا ہے کندن اخلاص کا زمانہ
یار غار چلتے ہیں چال شاطرانہ
دم بدم ہیں کہتے، ہے عہد اب اٹوٹ
''آجکل بتانے'' کا آگیا زمانہ

زارعلامی کے دو آہنگوں میں رباعیاں

آنکھ ناک سے درست ہونا ہے تمھیں ۱
بس قدم قدم پہ "گل کترنا" ہے تمھیں ۱
زندگی کی راہ کو بناؤ خوش گوار ۱۴
ہرقدم پہ گل نیا کھلانا ہے تمھیں ۱

جانتے ہیں خوب شاہ دانا کو لوگ ۴
جانتے ہیں دیش میں بھی راجا کو لوگ ۴
ہو مشابہت کبھی نہ دونوں میں خوب ۴
پوجتے ہیں عالم میں دانا کو لوگ ۱۲

"آج ہے سو کل نہیں" نہ ہو غمگیں یار ۴
آج تیری بار ہے تو کل میری بار ۴
شورشر نگر نگر ہے تاحد نظر ۱
شر پسند ہر طرف بنے اب مختار ۴

صبح شام تجار بتائیں جو سدا ۵
کامیاب ہر گز نہ بنیں گے وہ ذرا ۵
ڈوب جائے گی جلد تجارت ان کی ۷
لین دین میں ہوں نہ کھرے جو بھی ذرا ۵

جب دماغ میں بات رُکے یار نہیں ۵
شے لطیف کی ہو نہ کمی یار کہیں ۵
یار غار سمجھا کہ سب ہار گئے ۹
پر اثر ذرا ہوا بھی اک بار نہیں ۵

''آخرت بنانا'' نہ کبھی بھول ذرا ۵
عاقبت میں پانی ہے اگر تم نے جزا ۵
مستعار حاصل ہے زندگی تمہیں ۱۷
پھول کی طرح کندن بس اسے بتا ۱۷

''ہاتھ کا دیا ساتھ چلے گا'' پیارے ۷
عاقبت میں پھل اس کا ملے گا پیارے ۷
ہے دعا یہ سنتوں کی نہ جائے خالی ۷
دے خدا کے نام دکھ مٹے گا پیارے ۳

آنکھ میں ذرا سیل نہیں ساجن کی ۷
بے وفا نظر اور کہیں ساجن کی ۷
''آنکھ پر اسے رکھنا'' آجائے گا ۱۱
چال غیر کی ہے یہ نہیں ساجن کی ۷

''ہاتھ دیکھنا'' ہے اپنا شوق کہاں ۹
پیشہ ہے نہ اپنا اس میں فوق میاں ۹
دست صرف گل رو کا پڑھتے ہیں ہم ۱۱
دست خوب رو سے جو ہے ذوق میاں ۹

آگ پر لِٹائے ہیں دلبر بہ ادا ۹
ہو جبھی گرہ میں زر رہیں وہ باوفا ۱۳
عشق کی ہے کیا وقعت جانیں یہ کہاں ۹
''آگ کے بنے'' ہیں کیا، جانے یہ خدا ۹

کام کچھ کرو پر رائے عامہ مِلاؤ ۱۰
حوصلہ کبھی دل کا ایسے نہ دکھاؤ ۱۰
اختلاف رائے ہو سب سے نہ الگ ۹
''ڈیڑھ اینٹ کی مسجد'' کندن نہ بناؤ ۱۰

''فرض سے ادا ہونا'' ہے کار سعید ۱۰
فکر والدین کو لگی رہے شدید ۱۴
جب تلک فراغت ان کو ہو نہ نصیب ۱۰
سوجھتی نہیں تب تک کچھ بات مزید ۱۰

''عاقبت بگاڑی'' ہے تم نے اپنی ۱۱
والدین کی کرکے نافرمانی ۱۱
عاقبت بخیر ہو تمہاری تو پھر ۳
عمر بھر نہ کرنا اب پھر من مانی ۱۱

''بات کار گر ہونا'' ہے تب آسان ۱۲
شرط ہے کہ اس، کے کرنے کا ڈھب جان ۱۲
رس اگر نہ ہوگا تیرے لہجے میں ۱۱
پھر کبھی نہ ہوگا قابو میں شیطان ۱۲

سانپ نے نہیں کاٹا سُدھ رکھتا ہوں ۱۱
چال جو تو چلتا ہے بُدھ رکھتا ہوں ۱۱
بُغض سے نہ آئے گا تا جیون باز ۱۲
ہر گھڑی تیری میں سدھ بدھ رکھتا ہوں ۱۱

"آرزو ٹپکتی ہے" جو چہرے سے ۱۱
وہ نہ چھپ سکے گی ہرگز تیرے سے ۱۱
آرزو ہی آرزو ہے زندگی حضور ۱۴
راز زندگی تم پوچھو میرے سے ۱۱

تم نہ کچھ تعلق میٹھے سے رکھنا ۱۱
میل جول ہردم کڑوے سے رکھنا ۱۱
بدمزاج ہوتا ہے دل کا بھی صاف ۱۲
صاف دِل کو ہی تم سینے سے رکھنا ۱۱

جو "زبان پر سر دیتے" ہیں کندنؔ ۱۱
تاحیات پاتے ہیں عزّت کا دھن ۱۱
جو زبان کا کچھ کرتے نہیں خیال ۱۸
عمر بھر جھکا کر رکھتے ہیں گردن ۱۱

تم "زبان کو بس میں رکھنا" کندنؔ ۱۱
ٹوٹتے کہ جڑتے ہیں اس سے بندھن ۱۱
بدزبان تو ملتا ہے مٹّی میں ۱۱
ملک گیر ہو زبانِ شیریں کندنؔ ۳

جان کے برابر رکھنا ہر اک کام ۱۲
کام کے برابر لینا اس کے دام ۱۲
ایک بھی نہ دمڑی اجرت لینا کم ۱۱
کام کا بھی ہوگا تیرے حکماً نام ۱۲

کل تیری جو شان تھی وہ اب کدھر گئی ۱۳
''آن بان سے رہنا'' کچھ بھی نہ رہی ۹
یار غار چل دیے، زماں بدل گیا ۱۳
''آن کھان ہوگیا'' نہ دیر کچھ لگی ۱۳

''آنکھ سامنے نہ ہونا'' ہیں سبب کئی ۱۳
ایک دو نہیں صنم ہیں بے ادب کئی ۱۳
شرمسار ہو بہت نہیں اٹھتی آنکھ ۴
بے قراری میں کٹے ہیں روز و شب کئی ۱۳

''آگ پھونکتے ہیں'' خوش ادا جمال آج ۱۴
طرز نو سے دل کو کرتے ہیں نہال آج ۱۴
''آگ جاگنا'' تو ہے دلوں کی سب بات ۴
سوچتے نہیں مگر ذرا مآل آج ۱۴

''آگ دابنے'' کا نہ تمہیں خیال ہے ۱۵
ہر بشر کا جینا بھی بنا وبال ہے ۱۵
رہنمائے قوم جاگ خواب سے ذرا ۱۳
کس کے ''آگ پھینکنے'' کا یہ قول ہے ۱۳

راہ نیک میں کندنؔ جان جھونکنا ۱۷
ہر قدم بڑھا کر کے ''کفر بھی توڑنا'' ۱۵
موت سے نہ ڈرنا کندنؔ ذرا کبھی ۱۷
ہر کسی کے سکھ دکھ میں بھی پہنچنا ۱۷

بحث میں کسی سے تم کم نہیں جناب ۱۸
وہ تو وہ کسی میں بھی دم نہیں جناب ۱۸
جانتے ہیں وہ ہے اپنی ضدؔ کا ایک ۱۰
آپ بھی ارسطو سے کم نہیں جناب ۱۸

''پاپ کا گھڑا بھر کر ڈوبتا رہا'' ۱۷
ناخدا نہ کوئی اس کو بچا سکا ۱۷
رہ نما بُرے کا بھی تھا کہاں بھلا ۱۷
راہ بر بھی ساتھ ساتھ ڈوبتا رہا ۱۳

چھوڑ کر گئی کہاں، ہے کیا مری خطا ۱۳
''خواب میں نہ آنا'' ہے کیا سبب بتا ۱۷
کیوں خبر نہ لی میں اتنا برا نہ تھا ۱۷
بے قرار مت کر اب اک جھلک دکھا ۱۷

''وقت کو غنیمت تم جانیے'' سدا ۱۷
وقت کو نہ ضائع تم کیجیے ذرا ۱۷
دیکھ وقت تم کو پھر کر نہ دے تباہ ۱۸
فائدہ اسی سے تم لیجیے بجا ۱۷

''جان کی طرح رکھنا'' کام کو عزیز ۱۸
پھر تمہیں ملے کھانا شام کو لذیذ ۱۸
کام میں نہ مل پائے کندنؔ اک نقص ۱۲
نورعین کی مانند کام ہو عزیز ۱۸

زآرعلامی کی تین آہنگوں میں رباعیاں

خوش بہت نظر آتے ہیں اُدھر حسین	۱۷
''زعفران کا کھیت نہ دیکھا'' ہو کہیں	۵
ہر جگہ نظر آئے خوش تر منظر	۱۱
اپسرائے جنت اُتری نہ ہوں کہیں	۱۷

''چار ہاتھ کی زباں'' ہو جس کی بھی	۳
عمر بھر نہ ہو ذرا بھی عزت اس کی	۳
تاحیات ٹھوکر کھاتا رہتا ہے	۱۱
چین زندگی بھر پائے نہ وہ کبھی	۱۷

زآرعلاّمی کے چار آہنگوں میں رباعیاں

کیا محاوروں کی خوش بہار چھائی ہے	۱۳ز
نُدرتِ مضامین کی باڑھ آئی ہے	۱۵ز
مثل، روز مرہ یہ کہاوتیں، مقولہ	۱۶ز
بس کہ ہر رباعی ان میں نہا آئی ہے	۱۷ز

علامہ سحر عشق آبادی اور زآر کے دو آہنگوں میں رباعیاں

زلفوں پر آپ اپنی ہیں صنم فدا	۷ع
کیوں نہ مر مٹے بلم انہیں پہ دوسرا	۱۳ز
زلف کو نکھارنے پہ ہیں صنم جٹے	۱۳ز
اب اُنھیں نہیں ذرا بھی کام دوسرا	۱۳ز

علامہ سحر عشق آبادی اور زآر علامی کی چار آہنگوں میں رباعیاں

حاصل بھی نہ ہو عزت آبرو جہاں	۵ع
دم بھر کو بھول کر نہ جائے ہے وہاں	۷ع
خواجگاہ ہو کندنؔ یا ربؔ کا گھر	۹ز
''آبرو کا پیاسا'' سجدہ کرے کہاں	۱۷ز

آبرو تیوری کے بل بنے کماں	۱۷ز
''بل میں آنا'' ہے پھر زوال کا نشاں	۷ع
احسان غرور سے جھکے ہے سر سدا	۱ع
بھول کر بھی بندے نہ اُٹھا تو احسان	۸ز

''آنکھ گرم کرنا'' ہے عاشق کی ادا — ۹ز
''تیرا کیا لیتا ہے'' صنم ذرا بتا — ۹ع
اپنی آگ میں وہ جلتا ہے خود بخود — ۱۷ز
جلنے میں اسے ذرا اُٹھانے دے مزا — ۱۳ز

رودکی اور زارعلامی کے دو آہنگوں میں رباعیات

''آپ آئے بھاگ آئے'' چمکا در گھر — ۳ز
آن بان کو صنم لگائے دو پر — ۳ز
''آپ میں'' رہا نہیں ذرا میں یکسر — ۳ز
تم کو دیکھوں یا گھر کو ہوں ششدر — ۲۳ر

جیتے ہیں جیون میں بس وہ اشخاص — ۲۴ر
جیت کا سدا جو رکھتے ہیں وشواس — ۱۲ز
اس خیال سے جو بھی رہتے ہیں دور — ۱۲ز
جیت بھی نہیں آتی پھر ان کے پاس — ۱۲ز

آدمی بنانا کوئی کھیل نہیں — ۹ز
ارض کو سجانا کوئی میل نہیں — ۹ز
آتے آتے آئے گا فرض نبھانا — ۲۰ر
فرض کو نبھانا کوئی کھیل نہیں — ۹ز

دھن دولت تھا گیا امیری کا عہد ۱۶ر
اب ''پانی ڈھل گیا'' ہے پیری کا عہد ۱۶ر
عہد عہد بیتتے گئے کندن سب ۳ز
چکھ اس کا لطف ہے فقیری کا عہد ۱۶ر

جو ''جاگے گا سو پائے گا'' کندن ۲۳ر
جو سوئے گا وہ کھوئے گا کندن ۲۳ر
ہوشیار غافل پائے اپنا پھل ۱۱ز
''جیسا دے گا ویسا پائے گا کندن ۲۳ر

''پانی کی لہریں گننے'' سے حاصل ۲۳ر
وقت کا تقاضا ہے اب بن عاقل ۱۱ز
چیز دسترس سے تیرے ہو باہر ۱۱ز
ایسے کاموں کو کرنا لاحاصل ۲۳ر

''بات پوچھنا'' ہر ادنیٰ اعلیٰ کی ۱۱ز
یاد ہر گھڑی تھی دِل میں مولا کی ۱۱ز
ملتے جب لمحات کبھی فرصت کے ۲۱ر
فکر کی تبھی تعلیم اعلیٰ کی ۱۱ز

''پیروں کے ناخن نہ دکھانا'' تیرا ۲۱ر
بن گیا غضب ''آنکھ بچانا'' تیرا ۷ز
دیکھنا کہیں توڑ نہ دے آخر دم ۷ز
بے سبب یہ کندنؔ کو ستانا تیرا ۷ز

جو شریک رنج و راحت ہوتی ہے ۱۱ز
بس وہی دلوں کی چاہت ہوتی ۱۱ز
اس کو کہتے ہیں کندنؔ جان شریک ۲۰ر
عمر بھر شریک راحت ہوتی ہے ۱۱ز

''روٹی پر روٹی رکھ کر کھاتا ہوں ۲۳ر
روز و شب مولا کے گن گاتا ہوں ۲۳ر
اطمینان سے گزر رہا ہے جیون ۳ز
جگ کو جینے کے گر سمجھاتا ہوں ۲۳ر

زندگی وبال ہوگئی ہے کندنؔ ۳ز
پیری جنجال ہوگئی ہے کندنؔ ۱۵ر
ہر طرح کے مرض نے اسے گھیرا ہے ۳ز
جی کا جنجال ہو گئی ہے کندنؔ ۱۵ر

پے در پے دفن چوتھی میت کو کیا ۷ر
گھر آج نہ ہم دم کوئی اس کا رہا ۷ر
لگتا ہے مجھے کچھ ایسا یار ابھی ۷ر
''موت کے فرشتوں نے گھر دیکھ لیا'' ۹ز

''سر ہوتا ہے'' پربت دھیرے دھیرے ۲۳ر
بڑھتا ہے دھن دولت دھیرے دھیرے ۲۳ر
ہو سہج سہج کام تو وہ ہوتا ہے پختہ ۸ز
حاصل ہو علمیّت دھیرے دھیرے ۲۳ر

''عرش پر پہنچنا'' نہیں آساں کام ۴ز
محنت درکار ہے اُسی کو بھی مدام ۱۴ر
مرتبہ بلند بھی نبھے باانصاف ۴ز
اس ڈگر پہ گامزن بھی ہو مشکل کام ۴ز

''ایک آنکھ سے سب کو دیکھنا'' نہ بھول ۱۸ز
بس یہی رہے منصف عمر بھر اصول ۱۸ز
اُنگلی رکھنا سوچ نہ پائے کوئی ۲۱ر
ہل نہ جائے ہرگز انصاف کی یہ چول ۱۸ز

ملک غیر میں علم ہے اچھی دولت	۲ز
ایماں ہے عقبیٰ میں سچّی دولت	۲۳ر
صبر و ہمت دکھ میں اصلی دولت	۲۳ر
نیکی ہر جا کی ہے پکّی دولت	۲۳ر

رودکی اور زار علامی کے تین آہنگوں میں رباعیاں

سیر کھاؤ میرا نہ یہاں لاف کرو ۱۷ر
بات آپ کیا گاتے ہیں صاف کہو ۹ز
بات جو لبوں پر ہے دل میں نہ رہے ۹ز
کہنا ہے کہو برحق انصاف کی ہو ۷ر

''تو مجھ کو تو میں تجھ کو'' ہو یہ مدام ۲۰ر
ایک دوسرے کے ہم سب آئیں کام ۱۲ز
دم بدم رہیں دکھ سکھ میں بھی ہم شریک ۱۸ز
ہو معاشرے کا کندن روشن نام ۱۲ز

''جوبن کی ماتی ہے جوانی کے ساتھ'' ۲۲ر
بیتے ہر پل نیک خرامی کے ساتھ ۲۲ر
جوبن میں انسان سنبھل جائے گر ۲۳ر
زندگی کٹے خوش الحانی کے ساتھ ۱۲ز

''اپنا کرنا اپنا بھرنا'' کندنؔ ۲۳ر
ہرگز ہلکا کام نہ کرنا کندنؔ ۲۱ر
نیکی کا تو نیک صلہ ملتا ہے ۲۱ر
راہ نیک سے تم نہ بھٹکنا کندنؔ ۷ز

''جی سے جی ملنے'' کا آیا جو خیال ۲۰ر
ہے کرشن دوستی سداما کی مثال ۲ز
پھر ایسی دوستی نہ دیکھی ہے کبھی ۱۳ر
اب ایسی یاری کا آئے نہ خیال ۲۰ر

ہر طرح کے قول اور تمثیلوں کا ۳ز
بے بہا محاوروں کا قندیلوں کا ۳ز
کندنؔ نے سجایا گل جنت سے ۹ر
''گلدستہ تو خوشنما یہ کچھ پھولوں کا'' ۳ر

آن بان سے بچو سرخرو رہو ۱۷ز
بس یہی خدا سے تم آرزو کرو ۱۷ز
''ہر ایک سے پیش آئیں عزت سے ہم'' ۳ر
''آبرو بڑی چیز ہے'' آبرو کرو ۱۵ز

کیا سبب کہ وہ آنے کے اہل نہیں ۹ز
کیوں رُکا صنم گر دل میں میل نہیں ۹ز
حال خوب جانتا ہے آرام رساں ۱ز
''آنکھوں میں رات کاٹنا'' سہل نہیں ۱۳ر

جب کبھی سیاست میں تم پگ رکھنا ۱۱ز
ہر ایک سے لازم ہے ترا ''دم بھرنا'' ۹ر
کامیاب ہونا ہے اس میں تو پھر ۱۱ز
''آبے لونڈے جا بے لونڈے'' کرنا ۲۳ر

''سر سے سر جوڑنا'' ہے بہتر کندنؔ ۱۵ر
مشورہ صلح میں نہ لگے کچھ بھی دھن ۷ز
مشکل ہوں مسئلے سلجھ جاتے ہیں ۱۵ر
ان کو حل کرنے کی من میں ہو لگن ۱۹ر

مل کر جو بھی بوجھ کبھی ڈھوتے ہیں ۲۱ر
اس کے تو نتیجے بھی بھلے ہوتے ہیں ۹ر
مشورہ کہ امداد اگر کرنی ہو ۷ز
کندنؔ ''دو سے تین بھلے ہوتے ہیں'' ۲۱ر

سر پھرا کبھی چین نہ دے سکے ذرا ۱۵ز
''پیٹ کا جلا گاؤں دے جلا'' سدا ۱۷ز
آپے سے وہ جب ہو جائے باہر ۲۳ر
پا سکے نہ کوئی تب چین بھی ذرا ۱۷ز

''دولت ڈھلتی چھاؤں ہے'' یاد رہے ۱۹ر
اس کو نہ کہیں ٹھاؤں ہے یاد رہے ۷ر
آج میرے پاس ہے تو کل تیرے پاس ۴ز
اس کا لرزاں پاؤں یاد رہے ۱۹ر

''تقدیر موافق ہونے'' پر مت بیٹھ ۱۲ر
زندگی عمل سے ہے عمل کر مت بیٹھ ۴ز
زندگی ملی ہے انمول اب تجھے ۱۷ز
ہاتھ پر نہ ہاتھ دھر عمل کر مت بیٹھ ۴ز

ہر قدم پر جب مولا کا نام لیا ۹ز
حیثیت سے بڑھ کر تب کام کیا ۱۹ر
پکڑا منزل کو جا کر کے کندن ۲۳ر
ہر گھڑی کڑی محنت کا جام پیا ۹ز

''سر سے سراپا ہونا ہے کندن ۲۳ر
بیٹا مادر سے پلتا ہے کندن ۲۳ر
سلطنت چلانا کوئی کھیل نہیں ۹ز
راج شاہ سے بس چلتا ہے کندن ۱۱ز

بے ایمان کا ہردم رونا دیکھا ۲۳ر
باایمان کا ہردم ہنسا دیکھا ۲۳ر
تجّار تجارت میں دیکھے ماہر ۱۱ر
''ایک ایک کے دس دس ہونا'' دیکھا ۱۱ز

''ایک پاٹ بہتے بھی نہ دیکھے دریا'' ۷ز
''بد کے جائے بد بھی نہ رہتے ہیں'' سدا ۱۷ر
قسمت ان کی بھی کھاتی ہے پلٹا ۲۳ر
رُک جاتے ہیں اکثر بہتے دریا ۲۳ر

چادر تھوڑی پاؤں پھیلائے بہت ۱۹ر
قرض لے کہ چٹخارے بھر لائے بہت ۹ز
جب کچھ نادانی پہ کیا سوچ بچار ۱۸ر
اپنی نادانی پر پچھتائے بہت ۱۹ر

دشمن سے بس چوکس رہنا کندن ۲۳

آشتی نہ اس سے اب کرنا کندن ۱۱ز

بار بار وعدہ دشمن نے توڑا ۱۱ز

''پرکھے کو پھر نہ آزمانا'' کندن ۱۵ار

''جب تک دم تب تک غم'' پینا ہوگا ۲۳ر

جب تک جینا تب تک سینا ہوگا ۲۳ر

موت ہی دلائے اس سے چھٹکارا ۱۱ز

جب تک آئے نہ موت جینا ہوگا ۱۵ار

''جیتے جی مٹی میں ملنا'' کندن ۲۳ر

عمر یوں تمام کر گزرنا کندن ۳ز

ایک بھی نہ رکھنا خواہش جیون میں ۱۱ز

ایسے جینے کا کیا جینا کندن ۲۳

ہے خلش کسک عرصہ سے جو سینے میں ۷ز

اب رہا نہیں لطف ذرا جینے میں ۷ز

''بل آیا'' ایک بار جائے نہ کبھی ۱۳ار

دِل دماغ میں ہو یا آئینے میں ۱۱ز

''پاپ کاٹنا'' ہوتا ہے مشکل کام ۱۲ز
دل اس کو کر سکے فقط سرانجام ۱۶ر
قرض کا اٹھانا لگتا ہے میٹھا ۱۱ز
قرض واپسی ہو دل گردے کا کام ۱۲ز

شخص گفتگو سے جانا جاتا ہے ۱۱ز
پیڑ پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے ۱۱ز
پاس پاس بسنے سے بھی ہو پہچان ۱۲ز
چیلا گُر سے پہچانا جاتا ہے ۲۳ر

''شیشے کے گھر رہ کے، پھینکا پتھر'' ۲۳ر
اب گھر ترے پڑا لگی کیسی ضرر ۱۳ر
باز گر نہ آئے اپنی خصلت سے ۱۱ز
زندگی یہ پھر بیتے گی رو رو کر ۱۱ز

عزت کو ختم ہونا تھا جیتے جی ۱۱ر
گھونٹ زہر کا پینا تھا جیتے جی ۱۱ز
بچوں نے بدنام کیا کچھ ایسا ۲۱ر
آغوش لحد ہونا تھا جیتے جی ۱۱ر

رودکی اور زار علامی کے چار آہنگوں میں رباعیاں

پیٹ پالنا کتا بھی جانے ہے ۱۱ز
کتا مالک کو بھی پہچانے ہے ۲۳ر
خود غرض نہیں ہوتے جانور کبھی ۱۷ز
انسان مگر یہ بھی نہیں جانے ہے ۳

چہرہ مہرہ اب ''آدھا رہ جانا'' ۲۳ر
تھا جواں کہ کندن اس کا کیا کہنا ۱۱ز
رونق جاتی رہی کبھی پیری سے ۱۵ر
دیکھ کر اسے یاد ہے وہ اترانا ۷ز

ہو نہ شان کی اور ذرا فکر آنا ۵ز
جو ذلت کو بھی کر سکے سہن ذرا ۱۳ر
کام کا نہ ہونے دے نقصان کبھی ۹ز
دانا تو سمجھ ایسے آدام کو سدا ۷ر

''آنچل میں بات باندھ'' لے یار ابھی ۱۳ر
جیون کی نیا بھی لگے پار تیری ۱۷ر
زندگی گزار راہ نیک میں سدا ۱۳ز
راہ کیوں نہ ہو ہردم دشوار تری ۹ز

''آپ سے گزرنا'' ہے حماقت کندنؔ ۷ز
چھوڑ دے غرور کا یہ میلا دامن ۳ز
جھکتی ہے مغرور کی اک دن گردن ۲۱ر
انسانیت کا تم پہنو دامن ۲۳ر

جس نے چیرا اُس نے نیرا کندنؔ ۲۳
رزق سنگ میں پایا کیڑا کندنؔ ۱۱ز
رزق دست مولا میں رہتا ہے سدا ۹ز
ہے اس کے ہاتھ میں یہ بیڑا کندنؔ ۱۵ر

پھل پھول کا پکنا کہ مہکنا کیا ہے ۹ر
کندنؔ جانے آگ میں تپنا کیا ہے ۲۱ر
جس نے بیچی ہو عزت زر لے کر ۲۳ر
کیا خبر اسے ''آب اترنا'' کیا ہے ۷ز

''آشنائی مُلاّ تا سبق'' ہے مقصود ۸ز
مطلب نہ رہا تو پھر یاری مفقود ۱۲ر
اقدار بدل گئے، بدل کندن چال ۱۴ر
ہو ایسے آشنا سے یاری محدود ۱۶ر

''ایک ایک دم سو سو سُر بدلے'' جو ۱۱ز
اس سے نہ کسی بات کی امّید کرو ۵ر
کھاؤ نہ کہیں، بڑی خطا جیون میں ۳ر
بہتر ہے یہی تم اس سے دور رہو ۷ر

دیکھ کر ''ترا کیا لیتا ہے'' یہ بتا ۹ز
دل جلے سے پوچھ جو وہ لیتا ہے مزا ۱ز
عشق میں جو کر دیتا ہے جان نثار ۱۰ز
وہ پاتا ہے مجنوں کی صف میں کھڑا ۱۹ر

جلد آشنائی کرنا ہے پُرخطر ۱۷ز
یاروں پر ہو تری نظر دیدور ۲۱ر
دوستی نبھانا ہے یاروں کا کام ۱۲ز
یار وہ بنانا جو ملے بھی معتبر ۱۵ز

وقت پر مدد لے کر آیا جب یار ۱۲ر
''گز بھر کی ہوگئی یہ چھاتی'' سرکار ۱۶ر
حوصلے بھی اپنے پھر ہوگئے بلند ۱۸ر
چہرے پہ نکھار آگیا ہے یکبار ۴ر

''ایک آم کی دو پھانکیں ہیں'' کندن ۱۱ر
یا جانو اک سانچے کے دو برتن ۲۳ر
بال بھر نہیں ہے کندن ان میں فرق ۱۲ر
سامنے انہی کے نہ کہیں ہو درپن ۷ر

''دیدوں میں چربی چھائی ہے'' تیری ۲۳ر
تم کو نہ برائی کہ بھلائی سوجھی ۹ر
اصلیت ہے کیا نہ کبھی جانا ہے ۲۱ر
آپ اپنے پاؤں میں پہنی بیڑی ۱۱ر

''ماہی کی ہو جیسے پانی میں جان'' ۲۴ر
آدمی کی ہو معاشرے سے پہچان ۴ر
ہوں اگر جدا دونوں اپنے گھر سے ۱۱ر
مٹ جاتا ہے ان کا پھر نام و نشان ۲۰ر

"خاک جھونکنے" میں وہ رکھتا ہے کمال ۱۰ر۱
تم نہ ڈھونڈ پاؤ گے ایک بھی مثال ۱۷ر۱
پھرتی ایسی کوئی کر بھی نہ سکے ۱۹ر
جیب سے نکالتا ہے دم بھر میں مال ۴ر

"شیخی کافور ہوگئی" دم بھر میں ۱۵ر
چہرہ لٹکائے جا بیٹھے گھر میں ۲۳ر
"شیخی میں آنا" ہے کہاں اچھی بات ۲۲ر
دھول بھی چٹا دیتی ہے پل بھر میں ۱۱ر

بے مثل جمال بھی بہت دیکھے ہیں ۳ر
صاحب کمال بھی بہت دیکھے ہیں ۳ر
کیوں ڈال کے رہتے ہیں ہنر پر پردہ ۹ر
"گدڑی میں لعل" بھی بہت دیکھے ہیں ۱۵ر

'ہاتھ چومنا' وہ جو رکھتے ہیں کمال ۱۰ر
رکھتے ہیں ہنر میں جو اپنی بھی مثال ۸ر
تعظیم کے وہ بھی مستحق ہیں ہردم ۳ر
ان کے نہ ہنر میں بھی کبھی آئے زوال ۲ر

''آنکھیں نہ اٹھانا'' ہے جو تیری خُو — ۱۱ر
کس سے یہ ادا پائی تم گل رُو — ۱۱ر
روح کو بھی تازگی ہے دے تیرا رُو — ۲ز
پاس بیٹھ کر دکھا مجھے یہ خوش گلُو — ۱۳ز

سب کچھ اپنے ہاتھوں میں ہے کندنؔ — ۲۳ر
دل جواں ہے اور ہے جوان تن بدن — ۱۳ز
عیش میں ابھی بیتے کیوں نہ ہر گھڑی — ۱۷ز
''پانچ انگلیاں گھی'' میں ہیں کندنؔ — ۱۱ز

حرفت میں نعمت ہے ہردم کندنؔ — ۲۳ر
کام کر کہ فائدہ ملے گا حکماً — ۳ز
کام میں خدا تم کو دے گا بھی مدد — ۹ز
ہاتھ پر دھرے ہاتھ نہ بیٹھو کندنؔ — ۷ز

رودکی اور علامہ سحر عشق آبادی کے چار آہنگوں میں رباعیاں

جب ہے ''دانے دانے پر مہر لگی'' ۱۹ر
پھر کیوں سب دوڑتے ہیں دانے کو دکھی ۱۳ر
اُڑ کر آجائے گا جہاں بھی ہوگا ۱۵ر
دانے کا اُڑ کہ ہے پہنچنا سہی ۷ع

خادم نہ کبھی جانے راحت کا نشا ۷ر
''کولہو کے بیل کی طرح رہے پلا'' ۷ع
ہو روحانی خوشی فقط اسے نصیب ۸ع
جو رہتا ہے مولا کی لو میں لگا ۱۹ر

نوٹ: قوسین میں نمبر ''ر'' رودکی ''ع'' علامہ سحر عشق آبادی کے لیے آیا ہے۔

رودکی، علامہ سحر عشق آبادی اور رزار علامی
کے آہنگوں میں رباعیاں

''دور سے تماشا دیکھنا'' بھی ہے سہی — ا ز
اس میں نہ مداخلت مناسب ہے کبھی — ا ر
دُور دُور تم رہو اسی سے ہردم — ۳ ز
عزّت اس میں اکثر جائے بھی چلی — ۱۱ ع

جوبن آنچل سے نہ کبھی چھپتا ہے — ۲۱ ر
جوبن نہ کسی طور کبھی رکتا ہے — ۹ ر
خوشبو پھولوں میں نہ کبھی ذرا رُکی — ۹ ع
''لال گودڑی میں نہ کبھی چھپتا ہے'' — ۷ ز

کرنے سے ذرا کام نہ گل جاؤ گے — ۹ ر
کرنے سے بھلا کام سُپھل پاؤ گے — ۹ ر
ایسے نازک نرم نہ تم ذرا بنو — ۹ ع
موم تو نہیں ہو کہ پگھل جاؤ گے — ۷ ز

ہو ''پاپڑ بیلنا'' عدو کو نہ نصیب ۱۴ر
کندنؔ مانگے دعا خدا سے یہ عجیب ۸ع
دنیا میں چل پڑے بیار اس طرح ۷ع
خوش رہے امیر شاد بھی رہے غریب ۱۴ز

اس میں شک کی گنجائش نہیں رتی ۱۱ع
بات کہہ گئے دانا کیا نپی تلی ۱۷ز
کوئی مانے یا کہ نہ ہے بات کھری ۱۷ر
''تیرہ کی ادھار سے ہے نقد نو بھلی ۱ع

''اپنا گھر بھرنے کا الزام'' لگا ۱۹ر
خوش خوش ہو کر ہم نے الزام سہا ۱۹ر
ہنس ہنس کے سہا یہ الزام جو تھا ۱ز
الزام تراش کا نہ پوچھ کیا ہوا ۱ع

نوٹ: قوسین میں نمبر ''ر'' رودگی ''ز'' زآر علامی ''ع'' علام سحر عشق آبادی کے لیے آیا ہے۔

سونامی طوفان سے متاثر تین رباعیاں

آشیانہ چھوڑ، یار تنکا نہ رہا ۱ز
آیا جو سامنے وہ جھٹکا نہ سہا ۱۳ر
سونامی لہر سب تباہ کر گئی ۷ع
چوری کا پھر ذرا بھی کھٹکا نہ رہا ۱۳ر

جب ''گھر کے گھر بیٹھ گئے'' پل بھر میں ۲۱ر
ہر جانب تھی آہ و بکا گھر گھر میں ۲۱ر
آیا اس دم ایک نہ پرسانِ حال ۲۲ر
لاشوں کے تھے ڈھیر لگے در بر میں ۲۱ر

''گھر کے گھر بند ہوئے'' سونامی سے ۱۵ر
ویراں خُرسند ہوئے سونامی سے ۱۵ر
''گھر کے گھر صاف ہوئے'' سونامی سے ۱۵ر
برہم سہہ چند ہوئے سونامی سے ۱۵ر

نوٹ: قوسین میں نمبر ''ر'' رودکی ''ع'' علامہ سحر عشق آبادی، ''ز'' زار علامی کے لیے آیا ہے۔

رباعیات بے نقاط

دردِ دل کے واسطے ہے آرام روح	۴ز
''آرام رساں'' ولے ہے رآم روح	۴ر
ہوگئے دوا دعا اگر لاحاصل	۳ز
لاڈلا وہی مرا ہے آرام روح	۴ز

دل کا مالک کوئی دل والا ہو	۲۳ر
اس کے گل مہر و ماہ کی مالا ہو	۱۵ر
کھول دے گرہ دل کی وہ ساحر سے	۱۱ز
آرام رساں سدا ادا والا ہو	۳ر

درد لا دوا ہے کوئی کرے دعا	۱۷ز
دور ہو ہوس دل کی اور ولولہ	۱۷ز
دردِ دل کے واسطے دوا دعا کہاں	۱۳ز
دل آرائی کو ہو اک ''دِل آرا''	۲۳ر

یادرفتگاں

بزمِ شعر میں ''خوش بیان'' تھا مغیث☆ ۱۴/ز
خوش بیاں کہ ماہر زبان تھا مغیث ۱۴/ز
تھا فنِ عروض کا نبّاض اک وحید ۲/ع
''بلبلِ ہزار داستان'' تھا مغیث ۱۴/ز

ناگہاں خبر ابھی فریدیؔ کی ملی ۱/ز
ماہرِ فنِ عروض چل بسا ابھی ۱۳/ز
محفلِ ادب کا اک ستون گر گیا ۳/ر
فرش سے خبر یہ عرش تک نکل گئی ۱۲/ز

''خاتونِ مشرق'' کا مدیرِ اعلیٰ ۲۱/ر
توفیق☆ صحافت کا نظیر اعلیٰ ۹/ر
حضرت عمرؓ کی تھا آلِ اعلیٰ ۱۱/ز
تھا ''فقیر دوست'' وہ فقیر اعلیٰ ۳/ز

ہوگیا اچانک وہ جنّت کو روانہ — ۱۰ز
خلد میں بنا لیا ہے جا کر آشیانہ — ۱۴ز
اقلیم صحافت کا بنا کر والی — ۹ر
دیتا ہے "فرید" کو دعا پدرانہ — ۳ر

کون اب "غزل چمکائے گا" کندن — ۱۱ز
کون کرے گا ابھی اصلاح سخن — ۹ز
میرے شعر کو چمکاتا تھا اختر☆ — ۱۱ز
کس سے لوں ابھی جاکر اصلاح سخن — ۹ز

افسوس کہ ناقد لاثانی نہ رہا — ۷ر
آہ! ماہرِ علم و فن دانی گیا — ۹ز
محفلِ ادب کا اک روشن تھا دِیا — ۹ز
از دہر کریمی الاحسانی گیا — ۷ر

نوٹ: قوسین میں نمبر "ز" زارعلامی، "ع" علامہ سحر عشق آبادی اور "ر" رودکی کے لیے آیا ہے۔

☆ مغیث الدین فریدی، سابق استاد شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی

☆ توفیق فاروقی مرحوم "خاتون مشرق" مدیر اعلیٰ

☆ بخشی اختر امرتسری

ماھیے

سولہ آہنگوں میں

پہلا اور تیسرا مصرعہ ایک وزن میں ہیں اور دوسرا مصرعہ الگ وزن میں ہے:

عقبات پہ آس نہ تھی ۱
جیون بیت گیا —
نہ خدا کی بھی ٹوہ لگی ۱

ہو گور نہ گور پہ بھی ۲
اس پر بحث نہ ہو —
انصاف یہی ہے یہی ۲

نہ ملے سو کر عظمت ۳
مثل قدیمی ہے —
حرکت میں ہے برکت ۳

عقلا سے ملی عبرت ۴
جیون میں کندن —
ادبا سے رہی صحبت ۴

اللہ کو یاد کرو ۵
دامن بھر دے گا —
اس سے فریاد کرو ۵

گردن پر بوجھ رہا ۵
اپنی کرنی سے —
زندہ در گور رہا ۵

بچپن تو یاد نہ آ ۵
ظلم نہ مجھ پر ڈھا —
رہ رہ کر تو نہ رُلا ۵

تم کو جو ملا جیون ۶
اس کا مقصد ہے —
سوکر نہ بتا جیون ۶

انسان کا رشتہ ہے ۶
غیر کو مرتا دیکھ —
دل کا خوب تڑپتا ہے ۶

وہ قوم نہیں بچتی ٦
یاد شہیدوں کو —
جو قوم نہیں کرتی ٦

''ٹسوئے نہ بہا'' اپنے ٦
ڈھونگ رچائے خوب —
جھوٹے ہیں ترے سپنے ٦

نہ بنا کوئی اپنا ٧
جیون بیت گیا —
نہ کبھی دیکھا سپنا ٧

نینوں سے خوں ٹپکا ٨
مجھ سے الگ ہوکر —
کیا جیون بھر تڑپا ٨

''آنکھوں میں دم ہونا'' ٨
مہر یہ تیری ہے —
اس دم بے غم ہونا ٨

عقبات پہ آس نہ کرو ۹
شرک اسے سمجھو —
کہ عذاب الٰہی سے بچو ۹

ہے حسد اچھا نہ غرور ۱۰
ہیں جڑ بربادی —
ہے ہوس اچھی نہ فتور ۱۰

ہو بحث پہ بحث فضول ۱۱
کثرت دے جو صلاح —
مانو بھی اسی کو اصول ۱۱

غلطی جو کرے تسلیم ۱۲
تم اس کو ہردم —
عقلا میں کرو تسلیم ۱۲

دنیا ہے قید کثیف ۱۳
چھٹنا مشکل ہے —
جنت ہے قید لطیف ۱۳

اس بھوٗ[1] کو ترستے ہیں ۱۴
جھانک کے جنت سے —
کیا! دیو ترپتے ہیں ۱۴

ہو فکر سے خالی بات ۱۴
سہو لغو سمجھو —
ہو ذکر سے خالی بات ۱۴

نہ ملے سوکر دولت ۱۵
سخت کرو محنت —
تو کہیں پاؤ ثروت ۱۵

بے غیرت آنکھیں ہیں ۱۶
کیوں افسوس کروں —
یہ جھوٹی روتی ہیں ۱۶

مل کر کے ہر تہوار ۱۶
قوم منائے جو —
بڑھتا ہے اس میں پیار ۱۶

---

[1] زمین

ماہیے کا ہر مصرعہ الگ آہنگ رکھتا ہے

جب اس کو آئے گی
یاد بچھڑنے کی
خوب اس کو رُلائے گی

رکھے عورت جو حیا
ہے دنیا بھر کی
سب سے عمدہ ہی متاع

افسوس وہ وقت کہاں
بچے کرتے تھے
جد ماجد کا سمان

مغرور جو ہوتا ہے
اللہ برتر سے
وہ رسوا ہوتا ہے

اس کو تو یاد نہ کر
جس سے ماں باپ کہے
تو اس سے شادی کر

نہ کسی سے مذاق کرو
کیا اچھا ہوگا
سب مل کے مذاق کرو

نہ کسی پہ کبھی ہنسو
ہے اخلاق یہی
سب مل کر سدا ہنسو

غم مار نہ دے اس کو
راہ ہے جینے کی
تم اس کو رونے دو

محبوب وہ پیار نہ مانگ
مجبوری پہچان
ہے دو دم رزق کی تانگ

بچّو جب سو کر اٹھو
امی ابا کو
تم جھک کہ سلام کرو

محبوب نہ تڑپا دل
ٹوٹ نہ جائے دیکھ
تو اس سے پیار سے مل

جھانکا جب اندر سے
ہر آدم کا دِل
گہرا ہے سمندر سے

ماہیے کے سولہ آہنگوں کا گوشوارہ

ماہیے کے آہنگ ''پہلے اور تیسرے'' مصرعے کے ماہیا کا بنیادی آہنگ بحر متدارک مسدس مخبوں مذال سے عمل تسکین سے جو آہنگ نکلے ہیں:

نمبر			
	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں
۲	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں
۳	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں
۴	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں مسکن
۵	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں
۶	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں مسکن
۷	فعلن / مخبوں	فعلن / مخبوں مسکن	فعلن / مخبوں مسکن

۸	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون مسکن
۹	فعلن مخبون	فعلن مخبون	فعلان مخبون مذال
۱۰	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون	فعلان مخبون مذال
۱۱	فعلن مخبون	فعلن مخبون مسکن	فعلان مخبون مذال
۱۲	فعلن مخبون	فعلن مخبون	فعلان مخبون مسکن مذال
۱۳	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون مسکن	فعلان مخبون مذال
۱۴	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون	فعلان مخبون مسکن مذال
۱۵	فعلن مخبون	فعلن مخبون مسکن	فعلان مخبون مسکن مذال
۱۶	فعلن مخبون مسکن	فعلن مخبون مسکن	فعلان مخبون مسکن مذال

ماہیے کے آٹھ آہنگوں کا گوشوارہ

ماہیے کا ''دوسرا مصرعہ'' آہنگ بحر متقارب مسدس اثرم مقبوض محذوف رمقصور عمل تخفیق سے جو آہنگ نکلتے ہیں:

۱	فعل	فعول	فعل
	اثرم	مقبوض	محذوف
۲	فعلن	فعلُ	فعلُ
	اثرم	مقبوض	محذوف
۳	فعل	فعولن	فع
	اثرم	مقبوض	محذوف مخنق
۴	فعلن	فعلن	فع
	اثرم	مقبوض مخنق	محذوف مخنق
۵	فعْل	فعولُ	فعُولُ
	اثرم	مقبوض	مقصور
۶	فعلن	فعلُ	فعول
	اثرم	مقبوض مخنق	مقصور
۷	فعل	فعولن	فاع
	اثرم	مقبوض	مقصور مخنق
۸	فعلن	فعلن	فاع
	اثرم	مقبوض مخنق	مقصور مخنق

ہماری دیگر مطبوعات

۱) ''ارمغان کندن'' مجموعۂ کلام غزلیات، قطعات، نظمیات، مثنوی لذت عشق اردو اکادمی، دہلی کے مالی اشتراک سے ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی جس پر بنگال اردو اکادمی نے انعام دیا۔

۲) ''مثنوی لذت عشق'' بزبان ہندی ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔

۳) ''رباعیات اختر'' مرتبہ کندن لال کندن، اردو اکادمی، دہلی کے مالی اشتراک سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔

۴) ''تاریخ مثنویاں'' (جنوبی و شمالی ہند) تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، اشاعت اول فخر الدین علی احمد میموریل میٹی، لکھنؤ کے اشتراک سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی، جس پر اردو اکادمی، دہلی، یوپی اردو اکادمی، مغربی بنگال اردو اکادمی اور بھاشا وبھاگ پٹیالہ، پنجاب نے نقد انعامات اور شیلڈیں عطا کیں۔

- ''تاریخی مثنویاں'' اشاعت دوم: ۱۹۹۱ء
- ''تاریخی مثنویاں'' اشاعت سوم: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس کے تعاون سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

۵) ''ارمغان عروض'' اشاعت اول: ۲۰۰۰ء میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی، جس پر اردو اکادمی، دہلی نے پہلا انعام اور شیلڈ عطا کی۔ یوپی اردو اکادمی نے بھی انعام اور سند سے نوازا۔

- ''ارمغان عروض'' اشاعت دوم: ۲۰۰۳ء
- ''ارمغان عروض'' اشاعت: پاکستان ۲۰۰۵ء
- ''ارمغان عروض'' اشاعت سوم: ۲۰۰۸ء

۶) چون آہنگوں پر مشتمل ''ارمغان رباعیات کندن'' اردو اکادمی، دہلی کے مالی تعاون سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ ۷ راگست ۲۰۰۶ء کو مغربی بنگال اردو اکادمی نے اس پر نقد انعام و سند عطا کی۔

۷) چون آہنگوں پر مشتمل ''رباعیات کندن''، ہندی ۲۰۰۴ء

۸) رباعیات و ماہیے اور ماہیے کی ہیئت

- ارمغان یادداشت
- عروض کی اہمیت
- ترجمہ بھاگوت گیتا
- کندن لال کندن حیات وخدمات

مقالہ برائے ایم فل از عبدالحق ریسرچ اسکالر عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد
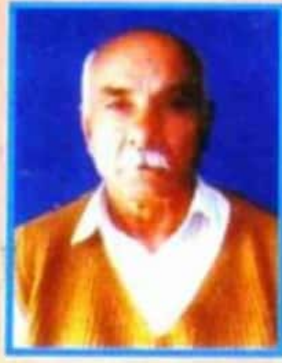
کندل لال کندن کا تعلق تونسہ شریف کے مردم خیز خطے سے ہے، جو صوفیا کا مسکن تھا اور جس کی خاکِ پاک سے جید ہستیاں پیدا ہوئیں۔ کندن لال تونسہ شریف کے قریب کوٹ قیصرانی (پنجاب، پاکستان) میں یکم اپریل ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد شری لیکھو رام مدان بلوچستان میں انتظامیہ کے رکن تھے اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

کندل لال نے آزادی کے بعد بی اے تک تعلیم دہلی کالج، اجمیری گیٹ میں حاصل کی، جسے اب ذاکر حسین کالج کہا جاتا ہے۔ ایم اے انہوں نے دہلی یونیورسٹی سے ۱۹۶۸ء میں کیا، اس کے بعد اردو میں تاریخی مثنویوں پر تحقیق کرنے کے لیے ایم لٹ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۱ء میں انہیں ایم لٹ کی ڈگری عطا ہوئی۔ بعد ازاں دہلی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کرنے کے لیے بھی انہیں جنوبی و شمالی ہند کی تاریخی مثنویوں کے موضوع پر تحقیق کے لیے مقرر کیا گیا۔ یہ کام بروقت مکمل نہ ہو سکا، ایک عرصے تک تحقیقی کام رُک گیا مگر ادب کے شغف نے دوبارہ تحقیقی و تنقیدی کام کی طرف ملتفت کیا اور از سرِ نو کمر بستہ ہوا، جس کا نتیجہ قارئین کرام کے سامنے ۱۹۹۰ء میں آیا۔

تاریخی مثنویاں تین بار شائع ہونے کے بعد بھی ایک جلد ہمارے پاس نہیں رہی کہ کسی کو بطور ہدیہ پیش کر سکتے۔ فنِ عروض پر بھی ہمارا کام قدرے دیر سے منظرِ عام پر آیا "دیر آید درست آید" ارمغانِ عروض بھی تین بار شائع ہو چکی ہے۔

زیرِ مطالعہ تصنیف، جس کو میں اربابِ فکر و نظر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، امید کرتا ہوں میری دیگر تصنیفات کی طرف اہلِ ذوق اور اہلِ فن کی نگاہوں میں مقبول ہوگی اور احترام کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔

ISBN 81-901709-6-1